Reg: PCPB/458-S
NPR-295

صوت النجف

از مرکزی دفتر مرجع مسلمین و جہان تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمی الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف

ماہنامہ علمی سماجی ماہِ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ شمارہ 80

بانی

سماحة آية الله العظمى المرجع الديني الكبير الشيخ بشير حسين النجفي

مدیر اعلیٰ

جناب نصیر الدین

نائب مدیر اعلیٰ

حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ علی النجفی

انتظامی مدیر

مولانا قیصر عباس

معاونین:

مولانا سید محمد علی ہمدانی

مولانا محمد مجتبیٰ نجفی

مولانا محمد تقی ہاشمی

فوٹو گرافر

سید محمد حسین

رسالے کی سالانہ ممبرشپ حاصل کرنے کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں۔

00923125197082

اپنی تجاویز دینے کے لئے ہمیں ای میل کریں۔

Email:m.urdu@alnajafy.com

009647807363942

صوت النجف کو مقالات و تحریروں میں تدوین و ترمیم کا مکمل اختیار ہے۔

5 موجودہ وبائی صورتحال میں مرجع عالی قدر دام ظلہ کی نصیحت

7 حقیقی انتظار

9 امام زمانہ علیہ السلام کے نزدیک فقہاء کا مقام

11 مقاماتِ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ کا تعارف

14 قرآن میں انسانی حقوق قسط ششم

17 بیماریوں اور آفات و بلیات میں اسلام کا موقف (حصہ دوم)

20 مرجع عالی قدر دام ظلہ سے پوچھے گئے سوالات اور ان کے جوابات

اللہ کے حقوق

قسط 8

مرجع مسلمین و جہان تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: فَأَمَّا حَقُّ اللَّهِ الْأَكْبَرُ فَإِنَّكَ تَعْبُدُهُ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئاً فَإِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ بِإِخْلَاصٍ جَعَلَ لَكَ عَلَى نَفْسِهِ أَنْ يَكْفِيَكَ أَمْرَ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ وَ يَحْفَظَ لَكَ مَا تُحِبُّ مِنْهُمَا

یعنی خدا کا بڑا اور اہم حق اس کے بندوں پر یہ ہے کہ صرف اسی کی عبادت کریں اور کسی چیز کو بھی خدا کا شریک نہ ٹھہرائیں۔ اگر تم نے یہ حق پورے خلوص سے ، بغیر کسی ملاوٹ کے یعنی کوئی غرض سوائے خدا کی خوشنودی کے نہ ہو تو خداوندِ عالم تمہارے لئے اور تمہاری بخشش کے لئے اپنی ذات پر لازم قرار دے گا کہ تمہیں دنیا و آخرت کی ہر مشکل سے دور رکھے اور تمہاری دنیا اور آخرت کی تمام مشکلات کو آسان کرے اور تمہارے لئے دنیا و آخرت میں جو تم چاہتے ہو اس کی تمہارے لئے حفاظت کرے ۔

ارشاد ہوتا ہے :

وَ ما خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْإِنْسَ إِلاَّ لِيَعْبُدُونِ (الذاریات ۵۶)

ترجمہ: اور میں نے جن و انس کو خلق نہیں کیا مگر یہ کہ وہ میری عبادت کریں۔

یعنی اس کی معرفت کے ساتھ اس کے سامنے خضوع و خشوع ہو اور اس کا سبب ہماری اس سے محبت ہو اور معلوم ہے کہ جتنی انسان کو معرفت زیادہ ہو گی اتنا ہی اس کو خدا کی عظمت کا زیادہ احساس ہو گا اور اتنی ہی اس سے محبت بڑھے گی اور اسی وجہ سے اس کی عبادت کے وقت یا اس کی طرف توجہ کے وقت انسان اس کے علاوہ ہر چیز سے بے رغبت اور بے رخ ہو جاتا ہے جیسا کہ مشہور ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کو کسی جنگ میں تیر لگا تھا اور اس کا نکالنا مشکل ہو رہا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جب علی علیہ السلام نماز میں چلے جائیں تو اس وقت نکالنا اور اس وقت جب تیر نکالا گیا تو مولا علی علیہ السلام کو پتہ ہی نہ چلا۔

عبادت کی ابتداء عقلی معرفت سے ہوتی ہے اور پھر اس معرفت کے ساتھ انسان دلی اور وجدانی طور پر متاثر ہوتا ہے اور پھر اس کی طرف منجذب یعنی کھچا رہتا ہے اور اسی کیفیت میں اور اسی حالت میں انسان ہر قسم کے واجبات کو ادا کرنے خواہ نماز و روزہ ہوں یا

خمس و زکات ہو کا پابند رہتا ہے۔

اسلام کی اولین عبادت خدا کی صحیح معرفت ہے اسی لئے امیر المؤمنین علیہ السلام نے نہج البلاغہ میں فرمایا: اول الدین معرفتہ۔

اور یہی وہ نور ہے جو خدا کی طرف متوجہ انسان کو ہر صحیح حرکت کی طرف لے جاتا ہے اور جب انسان میں یہ معرفت جو دین کی اساس ہے دل سے دور ہو جائے تو اس کا دین صحیح نہیں رہتا اور وہ کسی فضل و کمال کا مستحق نہیں ٹھہرتا اور یہی معرفت دین کی بنیاد ہے اور وہ تحفہ ہے کہ جس کی برکت سے ہر معصیت، ہر خطا انسان کی نظر میں ہیچ ہو جاتی ہے اور اس کی طرف توجہ نہیں رہتی، اگر کسی بد بختی کے سبب کوئی گناہ ہو بھی جائے تو معرفتِ خدا اُس کو فوراً اپنی طرف کھینچ لیتی ہے اور اس کو توبہ کی طرف متوجہ کرتی ہے۔

اور اس کے مقابل میں خدا کے وجود اور اس کی عظمت سے جہالت وہ بڑی غلطی ہے کہ جو کبھی معاف نہیں ہوگی اور کوئی نیک عمل اس کے بغیر اپنی کوئی حیثیت نہیں رکھتا، اسی لئے خدا نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ لا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَ يَغْفِرُ ما دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشاءُ وَ مَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلالاً بَعيداً (النساء ۱۱۶)

ترجمہ: خدا اس بات کو معاف نہیں کرتا کہ اس کا شریک قرار دیا جائے اور اس کے علاوہ جس کو چاہے بخش سکتا ہے اور جو خدا کا شریک قرار دے گا وہ گمراہی میں بہت دور تک چلا گیا ہے۔

اور معلوم ہے کہ شرک کی تمام اقسام کی جڑ خدا کی عدمِ معرفت، اس سے غفلت اور اس سے منہ موڑنا ہے۔

اور شائد اسی لئے خدا وند عالم نے قرآن مجید میں بہت ساری آیتوں میں وہ چیزیں ذکرفرمائی ہیں کہ جن سے انسان خدا کی طرف توجہ حاصل کرتا ہے اور اس کی معرفت کے فضل سے آراستہ ہوتا ہے۔

فرمانِ خدا ہے:

اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّماوَاتِ وَ الْأَرْضَ وَ أَنزَلَ مِنَ السَّماءِ ماءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْأَنْهَرَ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ دَائبَيْنِ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ وَ ءَاتَئكُم مِّن كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ وَ إِن تَعُدُّواْ نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تحْصُوْهَا إِنَّ الْانسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّار (ابراهيم ۳۲تا۳۴)

ترجمہ: اللہ ہی وہ ہے جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے اور آسمان سے پانی برسا کر اس کے ذریعہ تمہاری روزی کے لئے پھل پیدا کئے ہیں اور کشتیوں کو مسخر کردیا ہے کہ سمندر میں اس کے حکم سے چلیں اور تمہارے لئے نہروں کو بھی مسخر کردیا ہے اور تمہارے لئے حرکت کرنے والے آفتاب و ماہتاب کو بھی مسخر کردیا ہے اور تمہارے لئے رات اور دن کو بھی مسخر کردیا ہے اور جو کچھ تم نے مانگا اس میں سے کچھ نہ کچھ ضرور دیا اور اگر تم اس کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو گے تو ہر گز شمار نہیں کر سکتے۔ بیشک انسان بڑا ظالم اور انکار کرنے والا ہے۔

ایسی آیتوں سے خداوندِ عالم انسان کو اپنی عظمت کی طرف متوجہ کرتا ہے وہ ان کو اپنی عبادت کے صحیح راستے پر گامزن کرتا ہے۔ یہ عبادت جو اس کی محبت سے پیدا ہوتی ہے اور اس کی عظمت کی طرف دھیان کرنے سے حاصل ہوتی ہے، اسی لئے عربی شعر ہے:

وفی کل شیء لہ آیۃ تدل علی انہ واحد

ان آیتوں میں خداوندِ عالم نے اپنی عظمت کی طرف اشارہ کیا ہے تاکہ انسان کو خدا کی معرفت کے ساتھ اس کی محبت پیدا ہو اور خدا کے علاوہ دوسروں سے جن کو لوگ خدا کا شریک سمجھتے ہیں سے نفرت ہو۔

جاری ہے ---

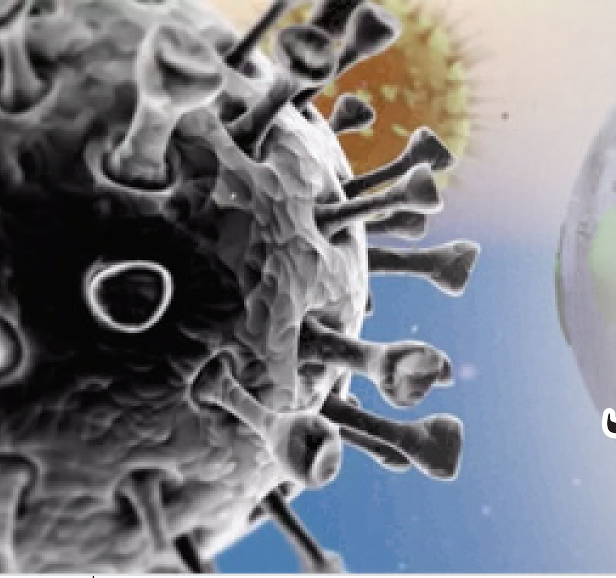

موجودہ وبائی صورتحال میں مرجع عالی قدر دام ظلہ کی نصیحت

بخدمت اقدس

مرجع مسلمین وجہانِ تشیع حضرت آیۃاللہ العظمٰی الحاج حافظ بشیر حسین النجفی دام ظلہ الوارف

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

جیسا کہ ہر خاص و عام کو معلوم ہے کہ ماہ مبارک شعبان میں اسلامی تاریخ کی عظیم ہستیوں کی ولادت کی تاریخیں ہیں جن میں سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام، حضرت عباس علمدار کربلاء علیہ السلام اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام لیکن اسکے ساتھ ساتھ آج پوری دنیا کورونا جیسی مہلک وباء کی گرفت میں ہےاور اس کی روک تھام اوراحتیاطی تدابیر کے طور پر حکومتی اداروں نے نقل وحرکت سے منع کیا ہوا ہے نتیجتاً افسوس کے ساتھ ان مبارک تاریخوں میں ہم حرم مبارک میں حاضر نہیں ہوسکتے اورزیارت سے محروم رہیں گے۔

مذکورہ پس منظر میں آپکی کیا نصیحتیں ہیں؟ خدا آپ کا سایہ ہمارے سروں پر قائم ودائم رکھے۔

بسمہ سبحانہ   بغیر کسی شک و شبہ کے جب ہم ائمہ علیہم السلام کے مقدس مراقد کی زیارت کو جاتے ہیں توہمیں ان سے ہدایت اور تقرب الٰہی کے طریقوں کا پتہ چلتا ہے اسلئے مؤمنین کرام کو چاہیئے کہ ہر وہ مناسبت کہ جس میں کسی امامؑ کی ولادت یا شہادت ہو اوراسے توفیق الٰہی حاصل ہو تو وہ قبر مبارک کی زیارت کوضرور جائے اورانکے ارشادات وفرامین، سیرت طیبہ، دین کی پابندی اور دین کی خاطرانکی قربانیوں کو یاد کرے اوران سے سبق حاصل کرے اورجیسا کہ ہمیں معلوم ہےکہ مروی زیارتیں ان نصیحتوں سےپُر ہیں جیسے کہ زیارت مبارکہ کا یہ جملہ

(أشهد أنّك جاهدت في الله حق جهاده وعملت بكتابه واتبعت سنن نبيه صلى الله عليه وآله)

اور اسی طرح کے بہت سے جملے ان مروی زیارتوں میں ہیں جو ہمارے لئے نصیحت ہیں۔

مومنین کومعصومین علیہم السلام کی زیارات کو کسی بھی صورت ترک نہیں کرنا چاہئے چاہےاسے حرم میں حاضری کی توفیق نصیب ہوئی ہو یا نہیں اگر کسی سبب حاضرہونے کی توفیق حاصل نہیں ہوتی تو دورسے ہی سہی زیارت کو پڑھے، زیارت کے الفاظ پر غور و فکرکرے اورانکے معانی سےخود کو مستفید کرے اور خود کو ایسا سمجھے جیسے کہ وہ حرم مبارک میں انکی خدمت میں حاضر ہے۔

کتنے افسوس کی بات ہے کہ بعض افراد چاہےوہ قریب سے یا دور سے زیارت کرتے ہیں انکا مقصد صرف اور صرف دنیا وآخرت کی حاجتیں ہوتی ہیں جیسے کہ وہ زیارت اور امامؑ کے حضور صرف لینے آتے ہیں بہت کم ہیں ایسےافراد کہ جوخود کو امامؑ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اوراپنا سب کچھ امامؑ کی اطاعت میں پیش کردیتے ہیں اسی وجہ سے بہت کم لوگ ہیں کہ جو زیارتوں سےمکمل فائدہ اٹھا پاتے ہیں۔ یہ بھی واضح رہےکہ میں معصومین علیہم السلام سے اعتقادکے ساتھ حاجتیں طلب کرنے کا قائل ہوں کہ خدا نےانہیں صاحب اختیار بنایا ہےاورانکے وسیلےاورشفاعت ہماری دعاؤں اورحاجتوں کی قبولیت کی ضمانت ہیں لیکن صرف حاجتوں کے لئے زیارت کرنا اسکا مطلب یہ ہوا کہ ہم صرف لینے آئے ہیں،زیارتیں قربۃً الی اللہ ہوں اورخود کو انکی اطاعت کےحوالے کردیں پھر جو چاہے جتنا چاہیں مانگیں ہم

ان کے واسطے سے نہیں مانگیں گے تو کہاں جائیں گے ہماری دنیا و آخرت کا سہارا ہی محمد و آل محمد علیہم السلام ہیں۔

لازمی ہے کہ زائر جب زیارت کی عبادت کو انجام دے چاہے وہ زیارت قریب سے ہو یا دور سے وہ اپنی اس زیارت کے ذریعہ بیعت کی تجدید کرے اور امامؑ سے عہد و پیمان اس انداز سے کرے کہ امامؑ کی اطاعت میں اگراسے اپنی جان بھی دینا پڑی تو وہ جان دینے سے بھی گریز نہیں کرے گا اور پھر وہ اس عہد و پیمان کے بعد امامؑ کی اطاعت کا پابند ہوگیا پھر اسے چاہئے کہ روزانہ کم از کم ایک مرتبہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے اور دیکھے کہ زیارت کے بعد اس میں واضح مثبت تبدیلی ہوئی ہے یا نہیں؟اگر مثبت تبدیلی ہوئی ہے تو خدا کا شکر بجا لائے اور خود کو مزید بہتر بنائے اور اسکا پابند رہے اوراگر خدا نخواستہ واضح مثبت تبدیلی نہیں ہوئی اور ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ کچھ دنیاوی فائدہ ملا ہولیکن اسکے باوجود اسے کچھ حاصل نہیں ہوا اوراسکی ساری زحمتیں برباد ہو گئیں۔

خدا سے دعا گو ہوں کہ زیارت ائمہ علیہم السلام کی عظیم نعمت کی توفیق تمام مومنین کو ملتی رہے اور اس شرف سے ہم سب مشرف ہوتے رہیں اور ہم ائمہ علیہم السلام کی اطاعت کے پابند رہیں اور امام زمانہ عج کی شفاعت سے فیضیاب ہوتے رہیں۔

ہمیں اس طرف بھی متوجہ رہنا چاہئے کہ معصومین وائمہ علیہم السلام فضائل و کمالات میں مشترک ہونے کے باوجود اللہ نے بعض اماموں کوحالات اور زمانے کے حساب سے کچھ الگ خاصیتوں سے نوازا ہے جیساکہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا حق کے لئے قربان ہو جانا، انکا کرم، انکی سخاوت اور اپنے بہادر مجاہدین کو اپنے عطف و ثنا میں شامل رکھنااسلئے لازمی ہے کہ جب ہم حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کریں توان فضیلتوں کو یاد کریں اوران پر عمل کریں اور حق کا دامن نہ چھوڑیں چاہے اسکے لئے کتنی ہی مصیبتوں اورپریشانیوں کا سامنا کیوں نہ کرنا پڑے اورحضرت امام حسین علیہ السلام کےان نورانی کلمات کویاد رکھیں:

والله لا أجيبهم إلى شيء مما يريدون حتى ألقى الله تعالى وأنا مخضب بدمي

خدا کی قسم جو تم چاہتے ہو کسی بھی صورت وہ نہیں کروں گا یہاں تک کہ میں خدا کی بارگاہ میں پہنچ جاؤں اور میری داڑھی میرے خون سے رنگین ہو)، اور جب کوئی امر سخت ہوتا تھا تو فرماتے تھے:

هوّن عليّ ما نزل بي أنّه بعين الله

کیونکہ جومجھ پر نازل ہواہےاللہ کواسکاعلم ہےاور اسکے سامنے ہے میں خدا کی اطاعت میں اس کو سخت نہیں سمجھتا۔

اسی طرح حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی شخصیت عبادت، دعا اور تضرع میں خاص مقام رکھتی ہیں اور صحیفہ سجادیہ اس بات پر شاہد ہے، امامؑ کی دعائیں انکے ارشادات و فرامین ہمیں ان کی اتباع اور پابندی کی دعوت دیتے ہیں امامؑ کی دعائیں کہ جو الہام الٰہی سے بزبان امامؑ صادر ہوئی ہیں وہ ہمیں دینی و مذہبی حقائق سے روشناس کراتی ہیں توحید سے لیکراصول وفروع تک ان دعاؤں میں موجود ہیں، اس کے ساتھ ساتھ امام زین العابدین علیہ السلام اپنی پوری حیات طیبہ میں یہاں تک کہ ہرافعال و اعمال سب میں اپنے باباحضرت امام حسین علیہ السلام کی مصیبت میں کھوئے رہتے تھے، فقراء و محتاجوں کا خاص خیال رکھتے تھے یہاں تک کہ انہیں اپنےافطار پر مقدم کرتے تھےاسلئے اس مظلوم امامؑ سے ولایت رکھنےوالوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ انکے ارشادات و فرامین کو اپنی زندگی کے لئےاصول بنائے۔

اسی طرح حضرت عباس علیہ السلام علمدار کربلاء کی شخصیت تقوی، حضرت امام حسین علیہ السلام کی اطاعت و فرمابرداری بالکل اسی طرح جسطرح انسان کی انگلیاں اسکے ارادے کی تابع ہوتی ہیں، شجاعت، حق کا دفاع اور اسکو باقی رکھنا، خدا کی ذات پر توکل یہ ساری خصوصیتیں جسے حضرت امام امیر المؤمنین علیہ السلام چاہتے تھےاور اس کو سبب قرار دیاحضرت ام البنین علیھا السلام سے شادی کی، انہیں ساری خصوصیتوں اور جناب ام البنین علیھا السلام کی عظمت و جلالت کو دیکھتے ہوئےخدا نےحرم حضرت عباس علیہ السلام کو تقرب الٰہی کا مرکز اور مومنین کے لئےحاجتوں کے پوری ہونے کی متبرک جگہ قرار دیا۔

اسی مبارک مہینے کے نصف میں یعنی۱۵شعبان المعظم امام زمانہ (عجل اللہ فرجہ الشریف) کی ولادت با سعادت کی تاریخ ہےپروردگارہمارےاور تمام مومنین کے لئے انسانوں اور جناتوں سے انکی حفاظت کرے تاکہ تمام نبیوں ،رسولوں کی امیدیں بر آئیں اور انکے اجدادائمہؑ کی شہادتوں اور خصوصا انکی دادی حضرت زہراء علیھا السلام کی شہادت کا انکے ظالموں سے بدلہ لیا جائے،رسول اللہؐ کے حقیقی اسلام کو پوری دنیا پرنافذ کریں،

ہمیں انکی محبت و ولایت کے ذریعہ تقرب الٰہی کے حصول کی کوششیں لازمی کرنا چاہئےساتھ ساتھ ہمیں انکی اطاعت کا خود کو پابند بنانا چاہئے تاکہ وہ ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں۔

پروردگار انکے ظہور میں جلدی کر ہمیں انکے انصار ومددگار میں اور انکے پرچم تلے قرار دے، پروردگار دنیا انکے ظہور کو دورجبکہ ہم قریب سمجھتے ہیں انکی شفاعت و برکت سے مومنین کو کورونا جیسی وباء سے محفوظ رکھ۔

اللهم عجل لوليك الفرج واجعلنا من أنصاره وأعوانه واللائذين تحت لوائه، إنّهم يرونه بعيدا ونراه قريبا وليدفع عنا هذا البلاء بشفاعته إلى الله(عز وجل(

حقیقی انتظار

مرجع مسلمین و جہان تشیع حضرت آیت اللہ العظمیٰ الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف

غیبتِ کبریٰ کے دوران دینی طلبا، علما، مفکرین، مصنفین، مؤلفین، واعظین اور میدانِ خطابت میں یدِطولیٰ رکھنے والوں پر بہت ساری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، یہ بات کسی سے بھی پوشیدہ نہیں ہے کہ آج کے اس موجودہ دور میں انسانیت اور خصوصاً اسلام اور مسلمانوں کی جو حالت ہم دیکھ رہے ہیں وہ اس وقت سے قطعاً بہتر اور مختلف نہیں ہے جس وقت غیبتِ کبریٰ رونما ہوئی تھی، آج بھی لوگ اسی طرح دنیا کی محبت میں غرق ہیں جیسے پہلے تھے، مفہومِ ایمان اُس دور کی طرح آج بھی روح کی گہرائیوں میں نہیں اتر پایا، آج بھی دین اُسی طرح فقط لوگوں کی زبان تک محدود ہے جیسے پہلے تھا، جس طرح پہلے تمام ممالک ظالموں اور جابروں کے زیرِ قبضہ تھے اسی طرح آج بھی ہیں، ظلم و جور اور اقرباء پروری عام ہے، وہ لوگ جو اپنے آپ کو مؤمن کہتے ہیں ان کے دل حقیقتِ ایمان سے خالی نظر آتے ہیں اور سوائے چند افراد کے تقریباً سارے ہی نفوس انتہائی رذیل برائیوں میں مبتلا ہیں جن برائیوں میں حسد اور بغض وغیرہ کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، بلکہ بعض برائیاں تو ایسی ہیں جو گناہانِ کبیرہ مثلاً غیبت، چغل خوری اور حبِ جاہ وغیرہ سے بھی بڑی ہیں، اور ان تمام برائیوں کی جڑ اور بنیاد فقط دنیا کی محبت ہے۔

پس ہمیں شاذو نادر ایسے لوگ مل پائیں گے جو حقیقی معنوں میں مؤمن اور دین سے مخلص ہیں، اور اسلام کی صحیح خدمت کررہے ہیں، اگر آپ کسی گروہ یا تنظیم وغیرہ کو کلمۂ حق کی ترویج و اشاعت کرتے دیکھتے ہیں تو قریب جانے پر اس کی حقیقتِ حال یوں آشکار ہوگی کہ آپ اس کے قریب ٹھہرنا بھی گوارہ نہیں کریں گے، اور اس سے یوں دور بھاگیں گے جیسے کوئی شیر، سانپ یا بچھو وغیرہ سے دور بھاگتا ہے۔

اسی بنا پر دینی طلباء اور علماء پر واجب ہے کہ وہ اپنے آپ کو واجبِ الٰہی (امر بالمعروف و نہی عن المنکر) اور اپنی ذمہ داری کو ادا کرنے کے لیے تیار کریں، اور ان پر واجب ہے کہ وہ انقلابِ امام مہدی علیہ السلام کی ضرورت کے بیان اور اس کی تشریح و توضیح کے ذریعے ثقافتِ مہدویہ علیہ السلام کو استحکام بخشیں، جب لوگوں کو ہدایتِ مہدی علیہ السلام کے زیر سایہ دنیا میں رونما ہونے والے حالات و واقعات اور حقیقتِ مہدی علیہ السلام کے بارے میں بتایا جائے گا تو اس کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں امام علیہ السلام کے لیے اشتیاق پیدا ہوگا اور ان کا امام علیہ السلام سے تعلق زیادہ سے زیادہ گہرا ہوتا چلا جائے گا۔

جس طرح دینی طلباء اور علماء پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے اسی طرح مؤمنین میں سے ہر ایک پر واجب ہے کہ جس حدتک اس کے لیے ممکن ہو اور جتنی اس میں صلاحیت ہو انتظار کے حقیقی مفہوم کو فروغ اور استحکام دینے کی کوشش کرے اور جہاں تک ہوسکے لوگوں کو اس بات سے آگاہ کرے کہ انھیں زمانۂ غیبت میں کیا کرنا چاہیے اور کس چیز کا حصول و سعی اس وقت ان پر واجب ہے۔

اس طرح سے ہم تمام میدانِ عمل میں آجائیں گے، اور اس حوالے سے سستی، کاہلی اور ایک دوسرے پر ذمہ داری عائد کرنے سے بچ جائیں گے، اور برائیوں کی دعوت دینے والے نفسِ امارہ سے حقیقی معنوں میں نبرد آزما رہیں گے، اور یہی وہ چیز ہے جس کے ذریعے نفوس اللہ تعالی

کی عظیم نعمت یعنی ظہورِ امام المنتظر عجل اللہ فرجہ الشریف کے استقبال کے لیے تیار ہوتے ہیں۔

جس طرح مشرق سے لے کر مغرب تک پوری دنیا میں انقلابِ مہدی علیہ السلام برپا کرنے کے لیے راستہ ہموار کرنا واجب ہے اسی طرح ہم پر واجب ہے کہ پہلے اپنے اندر ایسی صلاحیت پیدا کریں کہ ہم نفسیاتی طور پر انتظار کے حقیقی مفہوم کو اپنا سکیں ، دوسری جانب باقی افراد کو اپنے دینی فرائض کی ادائیگی اور اجتماعی طور پر ان کے رائج کرنے کی ترغیب دیں ، اور جس حد تک ممکن ہو دینی شعائر کو فروغ اور رواج دیا جائے، مثلاً نماز جماعت وغیرہ ،اگر مسجد میں جانا مشکل ہو تو اھل و عیال کے ساتھ گھر میں نماز جماعت کا اہتمام کیا جائے، اور اسی طرح مشہور اور آسان معانی و تعبیرات پر مشتمل دعاؤں کے اجتماعی پروگرام منعقد کیے جائیں، تاکہ ان دعائوں کی عام فہم تعبیرات اور ان کے معانی معمولی سی توجہ سے ہی دل اور روح کی گہرائیوں میں اترتے چلے جائیں، مثلاً وہ دعا پڑھی جائے جو حضر ت امیرالمؤمنین علی ابن ابی طالب علیہما السلام نے اپنے عابد و زاہد شاگرد حضرت کمیل بن زیاد کو تعلیم فرمائی، اسی طرح وہ دعا جس کی تلاوت حضرت سیدالشہداء امام حسین علیہ السلام نے عرفہ کے دن فرمائی تھی ، یا دعائے ندبہ کو اجتماعی طور پر پڑھنے کا اہتمام کیا جائے تاکہ ایک طرف تو اس کے ذریعے ہم اپنے وظیفہ اور ذمہ داری کو ادا کر سکیں اور دوسری طرف اس کے ذریعے لوگوں کو اپنی اور دوسروں کی اصلاح کی طرف متوجہ کیا جاسکے، اور تیسری طرف اس انقلابِ مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف کے لیے راہ ہموار کی جاسکے جس انقلاب کا ہر کوئی منتظر ہے۔

لیکن یہ کام انتہائی مشکل اور پُر تھکن ہے، اور اس کا راستہ بھی بہت طویل اور رکاوٹوں سے بھرا ہوا ہے اور یہ سب کچھ فقط اس وجہ سے ہے کہ ہم اس کام کے لیے درکار بنیادی چیزوں کو کھو چکے ہیں، سستی و کاہلی دینی طلباء کے نفوس میں گھر کرتی جارہی ہے، محنت سے فرار اور آرام پرستی سے پیدا ہونے والی سستی کے نتیجہ میں اب سطحی قسم کی تعلیم وتدریس کو ترجیح دی جاتی ہے۔یہ تو خیر بات تھی حوزہ میں موجودہ ماحول اور رجحانات کے بارے میں، لیکن ہمارے علماء (خدا ان کی مدد کرے) اصلاح نفوس کے حوالے سے بہت فکر مند اور میدانِ عمل میں کوشاں ہیں لیکن یہ مسئلہ ہمارے تصور سے بھی کہیں بڑا اور پیچیدہ ہے۔

اور جہاں تک بات ہمارے نوجوان طبقہ کی ہے وہ تو بس بے فکر ہواؤں میں سیر کرتا پھرتا ہے، نوجوان اپنی اس عجیب فکری نہج کے باوجود بھی اصلاحی پہلو کی طرف توجہ نہیں دے رہے ہیں، شاید وہ اس بارے میں علماء اور مجتہدین کی طرف سے کسی معجزہ کے منتظر ہیں ، نوجوانوں کی جب ہم یہ حالت دیکھتے ہیں تو ہمیں ان کے حال پہ رونا آتا ہے، پس ہمارے لیے واجب ہے کہ ان کے حال پہ رحم کرتے ہوئے ان کی طرف مکمل توجہ دیں۔

باقی رہے تعلیمی ادارے ، اسکول ، کالج اور یونیورسٹیاں وغیرہ تو ان کا ماحول دیکھنے کے بعد ان پہ تو بدرجہ اولیٰ آنسو بہانے کو جی چاہتا ہے ، کیونکہ ان اداروں میں پڑھنے والے طلباء کا مقصد فقط ڈگری اور بعد میں کسی نوکری کا حصول ہوتا ہے ، بہت ہی کم ایسے طلاب ہوتے ہیں جو اس لیے پڑھتے ہیں تاکہ اپنی قوم کو مغرب کی غلامی سے آزاد کرایا جاسکے،شاذ ونادر ہی کوئی ایسا طالب علم ملتا ہے جو اسلامی ممالک اور ان سے وابستہ امور کی باگ ڈور واپس اپنے ہاتھوں میں لینے کے بارے میں سوچتا ہو یا تعلیمی میدان میں اس لیے محنت کرتا ہو تاکہ اپنی قوم کو خود کفالت کی منزل تک پہنچائے ۔

ناجانے کب ! وہ سورج طلوع ہوگا جو ظلمتوں سے بھری اس تاریک شب کا خاتمہ کر ڈالے اور مشرق سے لے کر مغرب تک پھیلی ہوئی اسلامی دنیا کو اس عظیم مشکل ومصیبت سے نجات دلوادے۔

ناجانے کب ! ہمارے نوجوان تمام علوم پر عبور حاصل کرنے کے لیے تعلیمی میدان میں سخت محنت کریں گے تاکہ اس کے ذریعے سے پوری دنیا پر قبضہ کیا جاسکے یا کم از کم اسلامی ممالک کو ہی متکبر اور خود غرض طاغوت کے چنگل سے نجات دلائی جاسکے۔

کیا یہ رونے کا مقام نہیں کہ ہم کو پتہ ہی نہیں ہے کہ ہم اپنے وسائل وذخائر کو کس طرح استعمال کریں ، اور کس طرح ان سے فائدہ حاصل کریں ۔

اس سے بڑھ کر بھی کوئی افسوس کی بات ہو سکتی ہے کہ ہم ہر قسم کی معدنیات ، تیل اور زرخیز زرعی زمینوں کے مالک ہیں لیکن ہمیں تیل نکالنے کا طریقہ تک نہیں آتا اور نہ ہم اس کے عناصر کو پہچان کر ایک دوسرے سے تمیز دے سکتے ہیں۔

کیا یہ شرم کی بات نہیں کہ ہمارے نوجوانوں میں سے اگر کوئی کمپیوٹر کے کی بورڈ پر ہاتھ چلانا سیکھ لے یا اسے انٹرنیٹ اور موبائل کے ذریعے کسی سے بات کرنا آجائے تو وہ اس پہ بہت فخر محسوس کرتا ہے، اور اسے ذرا بھی احساس نہیں ہوتا کہ فخر کرنے کا اسے حق حاصل نہیں جو فقط یہ جانتا ہے کہ ٹیلی فون پہ کیسے بات کی جاتی ہے، بلکہ فخر کرنے کا حق تو اسے ہے جس نے اسے بنایا اور ایجاد کیا ہے اور اپنی اس ایجاد اور صناعت کے ذریعے پوری دنیا کو اپنا محتاج اور غلام بنا لیا ہے۔

یونیورسٹیوں کے طلباء اور مدرسین سے ہونے والی تمام ملاقاتوں کے دوران ہم نے یہ محسوس کیا ہے کہ۔۔۔۔

بقیہ ص ۱۳ پر پڑھیں۔۔۔۔۔

امام زمانہ علیہ السلام کے نزدیک فقہاء کا مقام

مولانا قیصر عباس نجفی

مجتہد اور فقیہ کس عظمت اور شان کا مالک ہوتا ہے۔اس حقیقت کو ہم ایک خوب صورت واقعہ کے ضمن میں بیان کرتے ہیں۔اگرچہ ہمارے علم دشمن اور تعلیمات اہلبیت ع سے نا آشنا نادان آجکل فقہاء کے بارے ناگفتہ بہ کلمات کہ رہے ہیں۔ان کلمات کو لکھنے میں قلم تھر تھرا جاتی ہے۔فقیہ کس روحانی عظمت پر فائز ہوتا ہے آئیں اوراس کو اس واقعہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

ذكر السيد حسن الأبطحي في كتابه (اللقاء مع صاحب الزمان)، قائلاً:

يعتبر المرحوم آية الله العظمى السيد أبو الحسن الإصفهاني من المراجع العليا في زماننا.وكان (رضوان الله تعالى عليه) كثيراً ما يحظى بلقاء صاحب الزمان عليه السلام، والحكاية التالية هي إحدى تلك اللقاءات التي تشرف بها السيد أبو الحسن الإصفهاني مع الوجود المقدس لصاحب الأمر والزمان عليه السلام.
ونقل هذه الحكاية العلامة المتتبع الحاج السيدحسن ميرجهاني في كتاب (كنز العارفين) فقال:

كان أحد علماء اليمن _ واسمهُ بحر العلوم _ يراسل العديد من علمائنا في النجف طالباً منهم إثبات الوجود المقدس لبقية الله في أرضه عليه السلام.
وكان السيد بحر العلوم زيدياً غير مصدق بوجود الحجة عليه السلام، فكتب لهُ العلماء الأعلام رسائل عديدة وشرحوا لهُ إثبات وجوده، ولكنهُ لم يقتنع حتّى كتب رسالة إلى المرجع الأعلى للشيعة آنذاك السيد أبي الحسن الإصفهاني (رضوان الله تعالى عليه) يطلب منهُ إثبات ذلك.
وفي جوابه، قال السيد أبو الحسن الإصفهاني للسيد بحر العلوم، إذا أردت إثبات ذلك والتأكد من الوجود المقدس لصاحب العصر فعليك المجيء إلى النجف الأشرف لأثبت لك ذلك حضورياً، وبعد عشرة أشهر، وصل بحر العلوم وابنه وعدد من أتباعه إلى النجف الأشرف وزاروا السيد أبا الحسن وطلب منه أن يثبت له ذلك بعد أن حضر شخصياً إلى النجف مع ابنه.
فقال لهُ المرحوم السيد أبو الحسن الإصفهاني:

تعال غداً أنت وابنك إلى داري حتّى أعطيك جواب سؤالك.

ثمّ جاء بحر العلوم وابنه وبعض أتباعه، وبعد تناول العشاء والأحاديث الدينية وانصراف الضيوف وانتصاف الليل، قال السيد أبو الحسن إلى خادمه مشهدي حسين:
هات المصباح معك، ووجه كلامه للسيد بحر العلوم وابنه وقال لهما: إتبعاني.
ثمّ أضاف السيد ميرجهاني: كنتُ أحد الذين بقوا بعد انصراف الضيوف، فأردت أن أذهب مع السيد أبي الحسن لكنهُ قال لي: يجب أن تبقى هنا ويأتي معي فقط بحر العلوم وابنه.

ثمّ ذهب الثلاثة في تلك الليلة المظلمة ولم نعرف وجهة سيرهم ولا إلى أين ذهبوا.
ولكن وفي الصباح وعندما التقيت مع بحر العلوم وابنه وسألتهُ عن أحداث الليلة الماضية قال: الحمد لله لقد تشرّفنا ليلة أمس بخدمة ولي العصر عليه السلام وأصبحت من المعتقدين بوجوده المقدس.
فسألتهُ: وكيف كان ذلك؟

فقال: لقد أراني السيد أبو الحسن الاصفهاني الحجة بن الحسن عليه السلام.
فسألته: وكيف كان ذلك؟

فقال: عندما تركنا الدار لم ندر إلى أين وجهتنا، حتّى وصلنا إلى وادي السلام وفي وسط الوادي دخلنا مكاناً قال إنهُ مقام صاحب الزمان عليه السلام.
وعندما وصل السيد أبو الحسن إلى باب المقام، أخذ المصباح من خادمه مشهدي حسين ودخل منفرداً إلى المقام، ثمّ أشار إليّ أن أدخل وحدي معه، ثمّ توضأ وبدأ بالصلاة وصلى أربع ركعات ثمّ قال شيئاً لم نفهمه، ولكن شاهدت فجأة أنواراً خاطفة وقد غمر المكان نور ساطع.
وهنا يكمل الحكاية ولده فيقول:

كنت في هذه اللحظات خارج المقام ولكنني بعد دقائق سمعت صيحة عظيمة من قبل والدي ثمّ أُغمي عليه، فتقدمت قليلاً فوجدت السيد أبا الحسن الإصفهاني يُمَسِد كتفيه حتّى استفاق من غيبوبته فقال مباشرة: لقد رأيت ولي العصر والزمان عليه السلام وأصبحتُ من شيعته الإثني عشرية، ولكنهُ لم يزد شيئاً على هذا الكلام ولم يوضّح لقاءه بالحجة عليه السلام، ثمّ عدنا إلى اليمن بعد عدة أيام، وتشيع أكثر من أربعة آلاف من أتباعه.

تاريخ مقام الإمام المهدي عليه السلام في وادي السلام

الفصل الرابع: تأريخ المقام من خلال الحكايات

الحكاية الثالثة: لقاء السيد أبي الحسن الاصفهاني بالإمام عجل الله فرجه

تأليف: لجنة التأليف في المركز/ أحمد عليّ مجيد

سید ابوالحسن اصفہانی قدس سرہ کی امام زمانہ علیہ السلام سے ملاقات

سید حسن ابطحی نے اپنی کتاب اللقاء مع صاحب الزمان میں یہ کہتے ہوئے ذکر کیا ہے کہ ہمارے زمانے میں آیت اللہ العظمی ابو الحسن اصفہانی قدس سرہ بزرگ اور بڑے فقیہ اور مرجع شمار ہوتے تھے۔اکثر دفعہ انہوں نےامام زمانہ علیہ السلام سے ملاقات کا شرف پایا۔یہ حکایت اور ملاقات ان ملاقاتوں میں سے ایک ہے جو ان کو امام زمانہ علیہ السلام سے ہوئی۔

اس حکایت کو علامہ محقق حاج سید میر جھانی نے اپنی کتاب کنز العارفین میں نقل کیا ہے۔ علامہ سید میر جھانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ یمن کے بحر العلوم نامی عالم نے نجف اشرف کے بہت سارے علماء کو خط لکھ کر ان سے یہ چاھا کہ وہ امام زمانہ علیہ السلام کے وجود پر نور کو ثابت کریں۔

سید بحر العلوم کا تعلق زیدی مسلک تھا اور وہ امام زمانہ علیہ السلام کے وجود مبارک کے قائل نہیں تھے۔ نجف اشرف کے علماء نےبہت سارے خط اس کو لکھے۔اور اس کے لیےامام زمانہ علیہ السلام کے وجود کو ثابت کیا۔مگر وہ قانع نہ ہوا۔

ایک خط اس نے اس وقت کے تشیع کے بہت بڑے مرجع اور فقیہ آیت اللہ العظمی ابو الحسن اصفہانی قدس سرہ کو بھی لکھا اور ان سے بھی امام زمانہ علیہ السلام کے وجود کے اثبات کا سوال کیا۔اس کے جواب میں اس بزرگ فقیہ نے فرمایا اگر آپ امام زمانہ علیہ السلام کے وجود کا اثبات چاھتے ہیں۔اور یہ جاننا چاہتے ہیں کہ امام زمانہ علیہ السلام موجود ہیں تو پھر آپ کے لیے ضروری ہے کہ آپ نجف اشرف آئیں۔

دس ماہ بعد سید بحر العلوم اپنے بیٹے اور اپنے چاہنے والوں کے ساتھ نجف اشرف پہنچا۔اور اس نے اپنے وفد سمیت اس بزرگ فقیہ کے ساتھ ملاقات کی۔اور اس نے اس آغا اصفہانی قدس سرہ کو کہا کہ میں اپنے بیٹے اور چاہنے والوں سمیت نجف اشرف آگیا ہوں لھذا آپ امام زمانہ علیہ السلام کا وجود ثابت کریں۔

آغا اصفہانی قدس سرہ نے اس کو کہا کہ کل آپ اور آپ کا بیٹا میرے گھر آجائیں میں آپ کو آپ کے سوال کا جواب دوں گا۔

اگلے دن بحر العلوم اس کا بیٹا اور اس کے چاہنے والے آغا اصفہانی قدس سرہ کے گھر آئے۔ رات کا کھانا کھانے کے بعد اور کچھ دینی باتیں کرنے اور بقیہ مہمانوں کے رخصت ہو جانے کے بعد آدھی رات کو آغا اصفہانی قدس سرہ نے اپنے خادم کو کہا کہ اپنے ساتھ چراغ لے آؤ۔اور آغا اصفہانی قدس سرہ نے بحر العلوم اور اس کے بیٹے کو کہا میرے پیچھے پیچھے آؤ۔علامہ میر جہانی قدس سرہ کہتے ہیں میں ان لوگوں میں سے ایک تھا جو مہمانون کے چلے جانے کے بعد آغا اصفہانی قدس سرہ کے گھر موجود رہے۔ میں نے آغا اصفہانی قدس سرہ کے ساتھ جانے کا ارادہ کیا مگر انھوں نے کہا آپ پر واجب ہے کہ آپ یہاں رکے رہیں۔میرے ساتھ فقط بحر العلوم اور س کا بیٹا آئے گا۔تاریک رات میں یہ تینوں چلے گئے ۔ اور ہمیں علم نہ ہوا کہ وہ کس جہت گئے ہیں اور کہاں گئے ہیں۔

علامہ میر جھانی کہتے ہیں صبح جب میں بحر العلوم اور اس کے بیٹے کو ملا تو ان سے رات کے واقعات کے بارے سوال کیا۔تو انھوں نے جواب دیا الحمد للہ کل رات ہم امام زمانہ علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں اور میں ان کے وجود مقدس کا معتقد ہو گیا ہوں۔تو میں نے ان سے سوال کیا یہ کیسے ہوا؟

تو اس یمنی نے کہا آغا آصفہانی قدس سرہ نے مجھے امام زمانہ علیہ السلام سے ملایا ہے۔جب کل رات ہم گھر سے نکلے تو ہمیں علم نہیں تھا کہ ہم کہاں جا رہے ہیں۔یہاں تک کہ ہم وادی السلام پہنچ گئے۔اور وادی السلام کے وسط میں ایک مکان میں ہم داخل ہوئے۔آغا اصفہانی قدس سرہ نے فرمایا اس مقام کو مقام امام زمانہ علیہ السلام کہتے ہیں۔جب آغا اصفہانی قدس سرہ اس مقام کے دروازے پر پہنچے تو اپنے خادم سے چراغ لے لیا۔ اور اکیلے اس مقام میں داخل ہو گئے۔ پھر مجھے اشارہ کیا کہ آپ اکیلے اندر آجائیں۔پھر انھوں نے وضو کیا اور نماز پڑھنے لگے۔اور چار رکعت نماز پڑھی۔پھر ایک ایسی چیز پڑھی جس کو میں نہیں سمجھا۔پھر اچانک میں نے خیرہ کرنے والے انوار کو دیکھا۔ ایک نور ساطع نے مکان کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔اب آگے کے واقعے کو اس کے بیٹے نے مکمل کیا۔اس کا بیٹا کہتا ہے ان لحات میں ، میں مقام امام زمانہ علیہ السلام سے باہر تھا۔کچھ منٹوں کے بعد میں نے اپنے والد کی بلند آواز میں چیخ سنی۔پھر ان کو غش آگیا۔تو میں تھوڑا آگے بڑھا تو میں نے دیکھا آغا سید اصفہانی قدس سرہ میرے بابا کے کندھے مل رہے تھے۔ان کو غش سے افاقہ ہوا۔اور انھوں نے کہا کہ بتحقیق میں نے امام زمانہ علیہ السلام کو دیکھا ہے۔اور میں ان کا شیعہ اثنا عشری ہو گیا ہوں۔اور اس کے علاوہ ملاقات کا مزید احوال نہیں بتایا۔بحر العلوم کا بیٹا کہتا ہے کچھ دنوں کے بعد ہم یمن لوٹ گئے۔ اور ان کے چار ہزار سے زیادہ چاہنے والے شیعہ ہو گئے۔

جی قارئین یہ نائب امام کا مقام ہے۔ اور یہ بزرگ فقیہ نجف اشرف میں مولی امیر المومنین علیہ السلام کے حرم میں مدفون ہیں۔خدا سے دعا ہے کہ وہ ہمیں نائب امام اور فقیہ کا مقام سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔امین۔

اور زائرین سے گذارش ہے کہ وہ جب بھی نجف اشرف میں مولی امیر المومنین علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوں تو اس بزرگ فقیہ کی بھی زیارت کریں۔

مقاماتِ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا تعارف

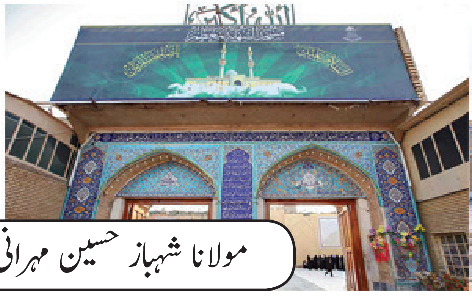

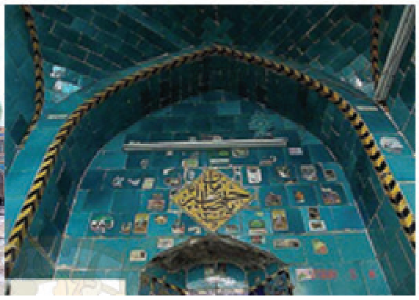

مولانا شہباز حسین مہرانی

خالق کائنات نے اپنی برگزیدہ ہستیوں انبیاء ، اوصیاء اور آئمہ معصومین علیہم السلام کو وہ عظیم منزلت اور مقام عطا فرمایا کہ وہ اس دنیا میں لوگوں کے لیے مکمل خیر و برکت تھے اور اس دنیا سے جانے کے بعد بھی ان عظیم ہستیوں کے مراقد و عتبات اسی روش پر عمل پیرا ہیں ، اسی طرح ان عظیم ہستیوں سے منسوب چیزوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے عزت و تکریم سے نوازا ہے جس کی واضح مثال مقامِ ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام ہے۔ ارشاد رب العزت ہے کہ :

وَ اتَّخِذُوا مِنْ مَقامِ إِبْراهيمَ مُصَلًّى

ترجمہ : اور حکم دیا کہ مقام ابراہیم کو مصلی بناؤ۔ (سورہ بقرہ آیت ۱۲۵)

اور جس طرح صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کے ساتھ حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی یادیں وابستہ ہیں بعینہٖ اسی طرح اس کائنات میں کچھ مقامات ایسے ہیں جن سے ہمارے آئمہ معصومین علیہم السلام کی یادیں وابستہ ہیں جیسے کوفہ میں مولائے کائنات علی بن ابی طالب علیہما السلام کا گھر اور نیشاپور میں امام علی رضا علیہ السلام کے قدمگاہ ہیں۔

تاریخ کی ورق گردانی کرنے سے چند مقامات ایسے ملتے ہیں جو ہمارے بارہویں آقا مولا امام زمانہ عج سے منسوب ہیں۔

ان شاء اللہ تعالیٰ اس مقالہ میں ان مقامات کے میں بارے میں مختصر تشریح بیان کریں گے۔

۱ : سامراء میں امام زمانہ عج کا مقام

سامراء میں امام علی نقی اور امام حسن عسکری علیہما السلام کے مرقد مطہر کے نزدیک ایک سرداب ہے جس کو شیعہ عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کیونکہ وہ تین اماموں (امام علی نقی علیہ السلام ، امام حسن عسکری علیہ السلام اور امام مہدی علیہ السلام) کا گھر ہے اسی گھر میں امام علی نقی علیہ السلام نے اپنی زندگی کے اٹھارہ سال گزارے اور اسی طرح امام حسن عسکری علیہ السلام نے تیئیس سال اور چند ماہ زندگی گزاری اور اسی گھر میں ایک سرداب تھا جو ان تین اماموں کا مصلی تھا جس میں عبادت انجام دیتے تھے اور اسی طرح امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی ولادت باسعادت اسی گھر میں ہوئی اور امام زمانہ عج نے اسی مقام پر عبادت انجام دی۔ اور وہ سرداب آج بھی موجود ہے۔

آپ علیہم السلام کے چاہنے والے اس مقام کی زیارت کرتے ہیں اور عبادت انجام دیتے ہیں۔اور دعاؤں کی کتابوں میں تفصیلی اعمال منقول ہیں۔

سیاحوں نے اپنی کتابوں میں اس سرداب کا ذکر کیا ہے ان میں سرفہرست ابن بطوطہ (آٹھویں صدی ھجری)، عبد الوھاب عزام، جونز الانگلیزی سن ۱۸۴۶ام ، جون إشر سن ۱۸۶۴ م اور السر والس بج سن ۱۸۸۸ام اور اسی طرح دوسرے سیاحوں نے اس مقدس مقام کا ذکر کیا ہے۔

(مقامہ علیہ السلام/ العراق- سامراء - إعداد: إحمد علی مجید الحلی)

اور جو چیزیں دشمنوں کی طرف سے اس سرداب کے بارے میں مشہور کی گئی ہیں ان میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔

۲ : حلہ میں امام زمانہ عج کا مقام

عراق تاریخی حوالے سے بہت قدیم ممالک میں سے ہے اور اسی ملک میں ایک قدیم شہر جس کی بنیاد پانچویں یا چھٹی ہجری میں آل بویہ کے خلیفہ سیف الدولہ نے رکھی اور یہ شہر ایک زمانے میں علم و عمل کا شہر کہلاتا تھا

اور اسی حوزہ علمیہ سے علامہ حلی رح اور محقق حلی رح جیسے عالم با عمل نکلے ۔ اسی شہر میں ایک جگہ ہے جو مقام امام زمانہ سے مشہور ہے اور اسی مقام کے ساتھ بہت ساری حکایات منسوب ہیں ۔

تاریخی حوالے سے مقام کے متولی اور حفاظت کرنے والے تین صدیوں (۹۳۰تا ۱۱۲۰ ہجری) تک آل القیم اور اس کے بعد اس مقام کے خادم آل الصفار تھے اس قبیلہ کا پہلا خادم الحاج حمید حسین الظاہر الصفار الخفاجی تھا جو اپنی دینداری اور پرہیزگاری میں مشہور تھا اور یہ ۱۴۰۸ ہجری میں رحلت فرماگئے اور اس کے بعد اس مقام کی چابی ابو ابراہیم الصفار کو ملی ۔(تاریخ مقام فی الحلہ ص ۱۲۲)

۳ : نجف اشرف میں امام زمانہ عج کا مقام

نجف اشرف کی سرزمین کو یہ شرف حاصل ہے کہ دنیا کا بہت بڑا قبرستان وادی السلام اسی میں ہے اور نفس رسول اللہ ﷺ کی آخری آرامگاہ اسی مقدس سرزمین میں ہے اوریہ مقامات مرجع خلائق عالم کی توجہ کا مرکز ہیں ۔

وادی السلام میں ایک ایسا مقام ہے جو روایات میں منبر قائم (عج) کے نام سے وارد ہواہے اور لوگوں کے درمیان مقام امام زمانہ عج کے نام سے مشہور ہے ۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس مقام امام زمانہ عج کی طرف اس وقت رہنمائی فرمائی جب آپ علیہ السلام امیر المومنین علی علیہ السلام کی زیارت کے لیے آ رہے تھے ۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ :

عَنْ فُرَاتِ بْنِ اَلْأَحْنَفِ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ (عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ) وَ نَحْنُ نُرِيدُ زِيَارَةَ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ (صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ)، فَلَمَّا صِرْنَا إِلَى اَلثُّوَيَّةِ نَزَلَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، فَقُلْتُ: يَا سَيِّدِي، مَا هَذِهِ اَلصَّلاَةُ؟ قَالَ: هَذَا مَوْضِعُ مِنْبَرِ اَلْقَائِمِ، أَحْبَبْتُ أَنْ أَشْكُرَ اَللَّهَ فِي هَذَا اَلْمَوْضِعِ ۔ (دلائل الامامة ج ١ ص ٤٥٩)

فرات بن احنف سے مروی ہے وہ کہتا ہے کہ ہم امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ امیر المومنین علی علیہ السلام کی زیارت کے لیے جا رہے تھے کہ مقام ثویہ (وہ مقام جو آجکل مقام امام جعفر صادق اور امام زمانہ علیہما السلام سے مشہور ہے) پر پہنچے تو وہاں ہم رکے اور وہاں پر دو رکعت نماز پڑھی ۔پس میں کہا اے میرے مولا یہ کونسی نماز ہے ؟ پس آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ مقام امام زمانہ کے منبر کا ہے ، میں پسند کرتا ہوں کہ اس مقام پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاؤں ۔

اور اسی طرح روایات میں ملتا ہے کہ جب بھی امام جعفر صادق علیہ السلام امیر المومنین علی علیہ السلام کی زیارت کے لیے آتے تھے تو وہاں دو رکعت نماز پڑھتے تھے اسی وجہ سے وہاں مقام امام جعفر صادق علیہ السلام بھی ہے ۔ اور جس محقق نے مزارات پہ کتاب لکھی ہے اس نے اس مقام کی نشاندہی کی ہے ۔

اسی مقام کے چند اعمال ہیں جو دعاؤں کی کتابوں خصوصاً شیخ عباس قمی نے اپنی دعاؤں کی کتاب مفاتیح الجنان میں لکھے ہیں ۔اور اس مقام کے بارے میں بہت زیادہ حکایات وارد ہوئی ہیں ۔ (تاریخ مقام الامام المھدی علیہ السلام فی وادی السلام تالیف احمد علی مجید)

۴ : مسجد سہلہ میں امام زمانہ عج کا مقام

عراق میں پہلی صدی ہجری میں جس مسجد کی بنیاد رکھی گئی وہ مسجد سہلہ ہے جسے بنی ظفر نے تعمیر کی اسی وجہ سے شروع میں اس کا نام مسجد بنی ظفر کہتے تھے اس کے بعد یہ مسجد مسجد سہلہ کے نام سے مشہور ہوگئی ۔اور اسی طرح روایات میں اس مسجد کے مختلف نام وارد ہوئے ہیں مسجد القری، مسجد البری اور مسجد بنی عبد القیس وغیرہ ہیں

روایات کے مطابق یہ مقام جو حضرت ادریس علیہ السلام کا گھر تھا اور آپ علیہ السلام اسی گھر میں خیاطت کرتے تھے اور اسی مسجد میں روایات کے مطابق بعض انبیاء علیہم السلام حضرت ادریس ، حضرت ھود اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کے مقامات ہیں اور اسی طرح اسی مسجد میں امام جعفر صادق علیہ السلام اور امام زین العابدین علیہ السلام کے مقامات کے ساتھ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا مقام ہے ۔ اسی لیے اس بابرکت مسجد کی روایات میں بہت زیادہ فضیلت وارد ہوئی ہے اور اس کے خاص اعمال ہیں جو دعاؤں کی کتابوں میں درج ہیں ۔ ان میں سے ایک جس پر علماء تاکید کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ بدھ کی رات اس مسجد میں اعمال انجام دینے چاہیں ۔ اور اس مسجد سے بہت زیادہ حکایتیں منسوب ہیں ۔

۵ : کربلا معلیٰ میں امام زمانہ عج کا مقام

امام حسین علیہ السلام کے شہر کربلا جو ہر آزادانسان کی درسگاہ ہے ، جو شہادت اور شجاعت کا شہر ہے۔ جہاں دنیا کے ہر کونے سے زائرین آتے ہیں اور اپنی بساط کے مطابق کسب فیض کرتے ہیں اور اسی سرزمین پر حالیاً شارع منتظر پر، اس پل کے قریب جو امام جعفر صادق علیہ السلام کے مقام کی طرف جانے کے لیے ہے وہاں امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے منسوب ایک مقام ہے ۔

تاریخی حوالے سے اس مقام کے بارے میں وہ روایات نہیں ہیں جو دوسرے مقامات سامرہ اور وادی السلام کے بارے میں ہیں لیکن مورخ السید سلمان ھادی آل طعمہ نے اپنی کتاب تراث کربلا اور کربلا فی الذاکرۃ میں اس مقام کا ذکر کیا ہے ۔

۶: قم المقدس میں مسجد جمکران

ایران کے شہر قم المقدس میں سیدہ معصومہ سلام اللہ علیھا کے قریب ایک بابرکت مسجد ہے جسے ایک روایت کے مطابق امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے حکم سے بنایا گیا اور امام علیہ السلام نے یہ حکم اپنے چاہنے والے کو دیا جس کا نام شیخ حسن بن مثلۃ جمکرانی تھا اس چیز کی نسبت شیخ الطائفۃ ابو جعفر محمد بن علی بن بابویہ مشہور الشیخ الصدوق (متوفی سنۃ ۳۸۱ ہجری) کی طرف دی گئی ہے ۔

مرزا حسین نوری المعروف محدث نوری اپنی کتاب متدرک الوسائل و مستنبط المسائل, جلد ۳, صفحہ ۴۴۷ پرلکھتے ہیں کہ : اَلْحَسَنُ بْنُ مُثْلَةَ الْجَمْكَرَانِيُّ هُوَ الَّذِي أَمَرَهُ الْإِمَامُ صَاحِبُ الزَّمَانِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِبِنَاءِ مَسْجِدِ جَمْكَرَانَ وَ هِيَ قَرْيَةٌ عَلَى فَرْسَخٍ مِنْ قُمَّ وَكَانَ ذَلِكَ الْأَمْرُ شِفَاهاً ۔

حسن بن مثلہ کو امام صاحب الزمان علیہ السلام نے حکم دیا کہ مسجد جمکران کی بنیاد رکھو اور یہ گاؤں قم سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر ہے اور یہ حکم بالمشافہ تھا ۔

اور اسی واقعہ کو الشیخ الفاضل الحسن بن محمد بن الحسن القمی نے اپنی کتاب تاریخ قم میں شیخ صدوق رح کی طرف منسوب کتاب مونس الحزین فی معرفۃ الحق و الیقین میں نقل کرتے ہوئے لکھا ہے ۔(بحار الانوار, ج 53 , ص 230)

اس مسجد کے خاص اعمال ہیں جو اسی روایت میں ذکر ہوئے ہیں ۔

اور ان مقامات کی طرح ایک اور مقام جو امام زمانہ علیہ السلام سے منسوب ہے وہ عراق کے شہر نعمانیہ میں واقع ہے ۔ اور اس کے بارے میں چند تاریخی شواہد موجود ہیں ۔

اس مقالہ کا اختتام محدث نوری رح کے کلام پر کرتے ہیں جس میں ان مقامات کی عظمت اور بزرگی کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ : والظاهر انه تشرف في تلك المواضع بعض من رآه أرواحنا فداه أو ظهرت هناك معجزة ولهذا دخلت في الاماكن الشريفة المباركة ، وأن هناك محلّ أنس وهبوط الملائكة وقلة الشياطين ، وهي أحد الاسباب المقربة لاجابة الدعاء وقبول العبادة.

ظاہر یہ ہے کہ ان مقامات (وادی السلام ، مسجد سہلہ, حلہ اور مسجد جمکران وغیرہ)پر بعض لوگوں نے امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کو دیکھا ہے یا ان مقامات پر معجزے ظاہر ہوئے ہیں اسی وجہ سے یہ مقامات شریف اور مبارک مقامات میں شمار کیئے جاتے ہیں اوران مقامات کی خصوصیت ہےکہ یہ انس و محبت ، ملائکہ کے نازل ہونے اور شیاطین (کم)آتے ہیں اور یہ مقامات دعاؤں اور عبادتوں کے قبول ہونے کے اسباب میں سے ایک سبب ہیں ۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اپنی آخری حجت امام زمانہ عج کی حقیقی معرفت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور حشر اسی امام کے ساتھ محشور فرمائے ۔
اللّٰھم عجل لولیک الفرج ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بقیہ : حقیقی انتظار

وہ ان معانی اور مقاصد سے بہت دور ہیں ،بلکہ ان باتوں کے بارے میں انہوں کبھی سوچا بھی نہیں ہے، شاید وہ مراجع عظام اور مجتہدین کی طرف سے کسی ایسی کرامت کے انتظار میں ہیں کہ جو ناممکن کو پلک جھپکتے ہی ممکن بنا دے۔

اے میرے مؤمن بھائی! اس بات کو ذھن نشین کرلو کہ تم امام المنتظر علیہ السلام (ہماری جانیں ان پر قربان ہوں)کے جلد ظہور کی خواہش اور اشتیاق تو رکھتے ہولیکن اگر تم کبھی اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھو تو تمہیں علم ہو گا کہ تم دنیا کے طمع اور وقتی راحت و سکون کے حصول کی خاطر امام المنتظر عجل اللہ فرجہ کے ظہور کا انتظار کرتے ہو کیونکہ تم نے کہیں سے سن یا پڑھ رکھا ہے کہ امام الحجۃ (عجل اللہ فرجہ) کی حکومت کے زیر سایہ پوری زمین کو عدل الٰہی سے بھر دیا جائے گا۔

اے بندۂ مؤمن تم خوابِ غفلت میں ہو، تم بغیر کسی حرکت و کوشش کے راحت و سکون کے وسائل حاصل کرنا چاہتے ہو،لیکن زمانۂ ظہور میں قطعاًایسا نہ ہوگا بلکہ حضرت امام الحجۃ (عجل اللہ فرجہ) اپنے جدِ امجد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح ہم سے جُہد ، عمل اور سعی کا مطالبہ کریں گے۔

اے مؤمن یاد رکھو کہ جو اپنے نفس کی اصلاح نہیں کرتا عدل اس پر بہت گراں گزرتا ہے، پس ہم پر واجب ہے کہ سب سے پہلے اپنے نفس کی اصلاح کریں اور پھر دعا میں غور وفکر اور پوری دنیا میں عدل و انصاف پھیلانے کی کوشش کریں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

قرآن میں انسانی حقوق

(قسط ششم)

مولانا مفید حسین نجفی

گزشتہ سے پیوستہ: قرآن مجید نے انسانی حقوق بہت تاکید کے ساتھ بیان فرمائے ہیں کہ جن میں سے پہلا حق حیات اور دوسرا حق حریت ہے ، تیسرا حق کرامتِ انسانی ہے کہ کسی کو انسان کا مذاق اڑانے کا حق نہیں اور چوتھا حق عدالت ہے کہ سب انسانوں کو برابر انصاف ملے گا اور پانچواں حق ملکیت ہے کہ انسان جس چیز کا مالک ہے اس میں تصرف کا حق رکھتا ہے ، چھٹا حق امن ہے اور انسان کو یہ حق حاصل ہے کہ امن و امان کے لئے ٹھوس اقدام کرے اور ابھی گفتگو ساتویں حق میں ہے:

ساتواں حق : فقر کے معالجے کا حق

اسلام کی نظر میں فقر ایک مذموم شے ہے یہاں تک کہ فقر کو کفر کے نزدیک جانا ہے ۔ لہٰذا انسان کو اسلام نے نہ صرف فقر کو دور کرنے کا حق دیا ہے بلکہ فقر کو دور کرنے کے لئے رزق کی تلاش کرنے کی ترغیب دی ہے اور خود اسلام نے ایسے بہت سے ضوابط دیۓ ہیں جن پر عمل کرنے سے کسی انسانی معاشرے سے فقر دور ہوسکتا ہے ۔

فقر سے نجات کے اسلامی ضوابط :

اول: انفاق اور اطعام کی ترغیب

اسلام نے فقیروں پر خرچ کرنے اور ان کو کھانا کھلانے کی پرزور تاکید کی ہے ۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے :

وَ هَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ وَ مَا أَدْرَئكَ مَا الْعَقَبَةُ فَكُّ رَقَبَةٍ أَوْ إِطْعَامٌ فِى يَوْمٍ ذِى مَسْغَبَةٍ يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ أَوْ مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ ءَامَنُواْ وَ تَوَاصَوْاْ بِالصَّبرْ وَ تَوَاصَوْاْ بِالْمَرْحَمَةِ أُوْلَئكَ أَصحابُ الميْمَنَةِ (سورہ بلد۱۰ - ۱۸)

اور ہم نے دونوں راستے (خیر و شر) اسے دکھائے، مگر اس نے اس گھاٹی میں قدم ہی نہیں رکھا اور آپ کیا جانیں کہ یہ گھاٹی کیاہے؟ گردن کو (غلامی سے) چھڑانا، یا فاقہ کے روز کھانا کھلانا، کسی رشتہ دار یتیم کو، یا کسی خاک نشین مسکین کو۔ پھر یہ شخص ان لوگوں میں شامل نہ ہوا جو ایمان لائے اور جنہوں نے ایک دوسرے کو صبر کرنے کی نصیحت کی اور شفقت کرنے کی تلقین کی۔ (جو اس گھاٹی میں قدم رکھتے ہیں) یہی لوگ دائیں والے ہیں۔

اس آیت میں العقبۃ سے مراد کیا ہے اس میں تین قول ہیں :

پہلا قول یہ ہے کہ اس گھاٹی سے مراد جس میں کافر قدم نہیں رکھتے وہ اس میں مذکور غلام کو آزاد کرنا ، فاقہ کے دنوں میں کھانا کھلانا اور رشتہ دار یتیم یا شدت فقر سے زمین گیر ہوئے مسکین کو کھانا کھلانا ہے ۔ جس کی توفیق ان کو ہوتی ہے جو نیک لوگ ہیں جن کا اعمال نامہ روز قیامت ان کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد ہوائے نفس ہیں جن سے جنگ کرنے اور ان کی مخالفت کرنے کو جہاد اکبر قرار دیا گیا ہے ۔ اس تفسیر کی بناء پر غلام کو آزاد کرنا ، سخت بھوک اور قحط کے ایام میں رشتہ دار فقیر مسکین کو کھانا کھلانا ہوائے نفس کی مخالفت اور جہاد اکبر کرنے کے بہترین مصادیق ہوں گے ۔

تیسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد قیامت کا سخت راستہ ہے ۔

إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَ إِنْ تُخْفُوها وَ تُؤْتُوهَا الْفُقَراءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَ يُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِنْ سَيِّئاتِكُمْ وَ اللَّهُ بِما تَعْمَلُونَ خَبيرٌ

اگر تم علانیہ خیرات دو تو وہ بھی خوب ہے اور اگر پوشیدہ طور پر اہل حاجت کو دو تو یہ تمہارے حق میں زیادہ بہتر ہے اور یہ تمہارے کچھ گناہوں کا کفارہ ہو گا اور اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے۔ (البقرۃ ۲۷۱)

لِيَشْهَدُوا مَنافِعَ لَهُمْ وَ يَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ في أَيَّامٍ مَعْلُوماتٍ عَلى ما رَزَقَهُمْ مِنْ بَهيمَةِ الْأَنْعامِ فَكُلُوا مِنْها وَ أَطْعِمُوا الْبائِسَ الْفَقيرَ

تاکہ وہ ان فوائد کا مشاہدہ کریں جو انہیں حاصل ہیں اور خاص دنوں میں اللہ کا نام لو ان جانوروں پر جو اللہ نے انہیں عنایت کیے ہیں، پس ان سے تم لوگ خود بھی کھاؤ اور مفلوج الحال ضرور تمندوں کو بھی کھلاؤ۔ (الحج ۲۸)

لَيسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِ بِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ وَ الْمَلائِكَةِ وَ الْكِتا بِ وَ النَّبِيِّينَ وَ آتَى الْمالَ عَلى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبى وَ الْيَتامى وَ الْمَساكِينَ وَ ابْنَ السَّبِيلِ وَ السَّائِلِينَ وَ فِي الرِّقا بِ وَ أَقامَ الصَّلاةَ وَ آتَى الزَّكاةَ وَ الْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذا عاهَدُوا وَ الصَّابِرِينَ فِي الْبَأْساءِ وَ الضَّرَّاءِ وَ حِينَ الْبَأْ سِ أُولٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَ أُولٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ

نیکی یہ نہیں ہے کہ تم اپنا رخ مشرق اور مغرب کی طرف پھیر لو، بلکہ نیکی تو یہ ہے کہ جو کوئی اللہ، روز قیامت، فرشتوں، کتاب اور نبیوں پر ایمان لائے اور اپنا پسندیدہ مال قریبی رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سائلوں پر اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کرے اور نماز قائم کرے اور زکوۃ ادا کرے نیز جب معاہدہ کریں تو اسے پورا کرنے والے ہوں اور تنگدستی اور مصیبت کے وقت اور میدان جنگ میں صبر کرنے والے ہوں، یہی لوگ سچے ہیں اور یہی لوگ متقی ہیں۔ (البقرۃ ۱۷۷)

يَسْئَلُونَكَ ما ذا يُنْفِقُونَ قُلْ ما أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوالِدَيْنِ وَ الْأَقْرَبِينَ وَ الْيَتامى وَ الْمَساكِينِ وَ ابْنِ السَّبِيلِ وَ ما تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ (البقرۃ ۲۱۵)

لوگ آپ سے پوچھتے ہیں : کیا خرچ کریں؟ کہدیجیے: جو مال بھی خرچ کرو اپنے والدین، قریب ترین رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں پر خرچ کرو اور جو کار خیر تم بجا لاؤ گے یقینا اللہ اس سے خوب باخبر ہے۔

دوم : احتکار کی ممانعت

معاشرے کے فقر کا ایک سبب احتکار ہے۔ احتکار سے مراد یہ کہ صرف ایک بندے کے پاس کوئی مال ہے جس کی لوگوں کو ضرورت ہے اور کسی اور کے پاس یہ مال میسر نہیں۔ صرف ایک بندے کے پاس یہ مال پایا جاتا ہے اور وہ اس کی حالیہ ضرورت سے زیادہ ہے اور وہ لوگوں کو نہیں بیچ رہا تاکہ اس کی طلب مزید بڑھ جائے اور میں مہنگے داموں بیچ دوں۔ اسے احتکار کہا جاتا ہے۔

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے :عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنِ الْحَلَبِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: الْحُكْرَةُ أَنْ يَشْتَرِيَ طَعَاماً لَيْسَ فِي الْمِصْرِ غَيْرُهُ فَيَحْتَكِرَهُ فَإِنْ كَانَ فِي الْمِصْرِ طَعَامٌ أَوْ يُبَاعُ غَيْرُهُ فَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَلْتَمِسَ بِسِلْعَتِهِ الْفَضْلَ قَالَ وَ سَأَلْتُهُ عَنِ الزَّيْتِ فَقَالَ إِنْ كَانَ عِنْدَ غَيْرِكَ فَلَا بَأْسَ بِإِمْسَاكِهِ

احتکار یہ ہے کہ وہ خوراک خرید کر سٹاک کیا جائے جو ملک میں اس کے علاوہ کہیں اور میسر نہ ہو۔ لہٰذا اگر شہر میں اگر خوراک میسر ہے یا پھر خرید کر دوسروں کو بیچ دے تو پھر کوئی اشکال نہیں کہ اپنی چیز کی قیمت میں اضافہ کرے۔ حلبی کہتا ہے میں نے تیل کے بارے میں سوال کیا تو آپ ع نے فرمایا : اگر تیرے علاوہ کسی اور کے پاس مل پایا جاتا ہے تو پھر مسئلہ نہیں اسے سٹاک کرنے میں۔(الکافی ج ٥ ص ١٦٤)

پس معلوم ہوا کہ احتکار اس وقت صدق آتا ہے جب کسی علاقے میں خوراک ناپید ہو اور جس کے پاس میسر ہے وہ فروخت کرنے سے روکے رکھے اور سٹاک کرے۔ انسانی معاشرے کو فقر اور خوراک کی ناپیدی سے بچانے کے لئے اسلام نے اس طرح اپنے مال کو بھی سٹاک کرنے کو حرام قرار دیا ہے اور اس کی بڑی مذمت کی گئی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ص نے فرمایا :مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الطُّوسِيُّ بِإِسْنَادِهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الصَّفَّارِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الدِّهْقَانِ عَنْ دُرُسْتَ بْنِ أَبِي مَنْصُورٍ الْوَاسِطِيِّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ ع قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ص فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ- قَدْ عَلَّمْتُ ابْنِي هٰذَا الْكِتَابَةَ فَفِي أَيِّ شَيْءٍ أُسْلِمُهُ فَقَالَ --- وَ لَأَنْ يَلْقَى اللَّهَ الْعَبْدُ سَارِقاً أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَلْقَاهُ قَدِ احْتَكَرَ الطَّعَامَ أَرْبَعِينَ يَوْماً

بندہ اللہ سے اس حالت میں ملاقات کرے کہ اس نے چوری کی تھی تو یہ میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے اس سے کہ جب بندہ اللہ سے اس حالت میں ملاقات کرے کہ اس نے چالیس دن خوراک کو ذخیرہ کیا ہوا تھا۔

(وسائل الشيعة ج ١٧ ص ١٣٧ باب ٢٠)

وَ قَالَ ص مَنِ احْتَكَرَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ طَعَاماً ضَرَبَهُ اللَّهُ بِالْجُذَامِ وَ الْإِفْلَاسِ.

مروی ہے کہ آپ ص نے فرمایا : جو مسلمانوں پر طعام کا احتکار کرے تو اللہ تعالی اسے جذام اور افلاس سے مارے گا۔

(بحار الانوار ج ٥٩ ص ٢٩٤ باب ٨٩ كتاب طب النبي)

سوم :کسب حلال کی تاکید اور کاہلی کی مذمت :

سستی اور کاہلی انسان کا بہت بڑا المیہ ہے۔ جس معاشرے کے افراد کسب و کمائی کرنے سے سستی کرتے ہیں اس معاشرے میں فقیروں کی کثرت ہوتی ہے۔ چونکہ نظام کائنات حرکت پر مبنی ہے لہٰذا اگر کوئی یہ تمنا کرتا ہے کہ گھر بیٹھے اللہ تعالی رزق عطا فرمائے تو یہ اس کی نا سمجھی ہے۔ محنت کے بغیر نہ دنیا حاصل ہوتی ہے نہ آخرت۔ ائمہ معصومین علیہم السلام سے مروی بہت سی روایات مبارکہ رزق حلال کے لئے محنت کرنے کی تاکید اور اس سے سستی اور کاہلی کرنے کی مذمت کرتی ہیں۔ کچھ روایات بطور شاہد کے پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں : عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنِ الْحَلَبِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: الْكَادُّ عَلَى

عِيالِهِ كَالْمُجاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ ع نے فرمایا : اپنے عیال کی خاطر کمانے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے ۔
(الکافی ج ۵ ص ۸۸ باب من کد علی عیالہ ح ۱)

مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: إِذَا كَانَ الرَّجُلُ مُعْسِراً فَيَعْمَلُ بِقَدْرِ مَا يَقُوتُ بِهِ نَفْسَهُ وَ أَهْلَهُ وَ لَا يَطْلُبُ حَرَاماً فَهُوَ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ (سابقہ حوالہ)

امام صادق ع سے ہی مروی ہے کہ آپ ع نے فرمایا : اگر آدمی تنگ دست ہو اور وہ اتنا کام کرے جس سے اپنے اور اپنی اہل و عیال کا قوت کمائے اور حرام طلب نہ کرے تو وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے ۔

عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: كَثْرَةُ النَّوْمِ مَذْهَبَةٌ لِلدِّينِ وَ الدُّنْيَا. (الکافی ج ۵ ص ۸۴ باب کراهیة النوم والفراغ ح ۱)

امام صادق علیہ السلام سے ہی مروی ہے کہ آپ ع نے فرمایا : زیادہ سوتے رہنا دنیا اور آخرت دونوں کو برباد کرتا ہے ۔

مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ صَفْوَانَ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: إِنِّي لَأُبْغِضُ الرَّجُلَ أَوْ أُبْغِضُ لِلرَّجُلِ أَنْ يَكُونَ كَسْلَاناً [كَسْلَانَ] عَنْ أَمْرِ دُنْيَاهُ وَ مَنْ كَسِلَ عَنْ أَمْرِ دُنْيَاهُ فَهُوَ عَنْ أَمْرِ آخِرَتِهِ أَكْسَلُ.

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ ع نے فرمایا : میں اس مرد کو ناپسند کرتا ہوں ، یا فرمایا میں کسی مرد کے لئے نا پسند کرتا ہوں کہ وہ اپنے دنیوی کاموں کے بارے میں سست ہو ۔ اور جو اپنی دنیا کے بابت سست ہوگا وہ اپنی آخرت کے بارے میں اس سے زیادہ سست ہوگا ۔
(الکافی ج ۵ ص ۸۴ باب کراهیة الکسل ح ۴)

چہارم : زکات کا وجوب

زکات ان اہم واجبات میں سے ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں بار بار آیا ہے ۔ بلکہ کچھ مقامات کے علاوہ اکثر مقامات پر جہاں جہاں نماز کا ذکر ہے وہاں ساتھ ساتھ زکات کا حکم بھی ہے ۔ اور ان مقامات کے علاوہ بھی زکات کا ذکر موجود ہے ۔ ان سب آیات کو اس مختصر مقالے میں ذکر کرنا ممکن نہیں لہذا چند آیات کا ذکر کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں ۔

وَ إِذْ أَخَذْنا مِيثاقَ بَنِي إِسْرائِيلَ لا تَعْبُدُونَ إِلاَّ اللَّهَ وَ بِالْوالِدَيْنِ إِحْساناً وَ ذِي الْقُرْبى وَ الْيَتامى وَ الْمَساكِينِ وَ قُولُوا لِلنَّاسِ حُسْناً وَ أَقِيمُوا الصَّلاةَ وَ آتُوا الزَّكاةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلاَّ قَلِيلاً مِنْكُمْ وَ أَنْتُمْ مُعْرِضُونَ

اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ خبردار خدا کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ قرابتداروں یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا۔ لوگوں سے اچھی باتیں کرنا نماز قائم کرنا، زکات ادا کرنا لیکن اس کے بعد تم میں سے چند کے علاوہ سب منحرف ہوگئے اور تم لوگ تو بس اعراض کرنے والے ہی ہو ۔ ((سورہ بقرہ آیت ۸۳)

وَ أَقِيمُوا الصَّلاةَ وَ آتُوا الزَّكاةَ وَ ما تُقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بِما تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (البقرۃ ۱۱۰)

اور تم نماز قائم کرو اور زکات ادا کرو کہ جو کچھ اپنے واسطے پہلے بھیج دو گے سب خدا کے یہاں مل جائے گا۔ خدا تمہارے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے ۔

وَ جَعَلْناهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنا وَ أَوْحَيْنا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْراتِ وَ إِقامَ الصَّلاةِ وَ إِيتاءَ الزَّكاةِ وَ كانُوا لَنا عابِدِينَ (سورہ انبیاء آیت ۷۳)

اور ہم نے ان سب کو پیشوا قرار دیا جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے اور ان کی طرف کارخیر کرنے نماز قائم کرنے اور زکات ادا کرنے کی وحی کی اور یہ سب کے سب ہمارے عبادت گزار بندے تھے ۔

پنجم : خمس کا وجوب

انسانی معاشرے سے فقر و تنگدستی کو کم کرنے یا ختم کرنے کا ایک اہم عامل خمس کا حکم ہے ۔ اس کے مصارف اگرچہ محدود ہیں تمام انسانوں کو شامل نہیں کرتا لیکن جس کے اندر شرائط موجود ہیں وہ بھی انسانی معاشرے کے افراد ہیں جن کی تنگدستی خمس کے ذریعے ختم کی جاسکتی ہے ۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے :وَ اعْلَمُوا أَنَّما غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَ لِلرَّسُولِ وَ لِذِي الْقُرْبى وَ الْيَتامى وَ الْمَساكِينِ وَ ابْنِ السَّبِيلِ إِنْ كُنْتُمْ آمَنْتُمْ بِاللَّهِ وَ ما أَنْزَلْنا عَلى عَبْدِنا يَوْمَ الْفُرْقانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعانِ وَ اللَّهُ عَلى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (الانفال ۴۱)

اور یہ جان لو کہ تمہیں جس چیز سے بھی فائدہ حاصل ہو اس کا پانچواں حصہ اللہ , رسول ,رسول کے قرابتدار ,ایتام ,مساکین اور مسافران غربت زدہ کے لئے ہے اگر تمہارا ایمان اللہ پر ہے اور اس نصرت پر ہے جو ہم نے اپنے بندے پر حق و باطل کے فیصلہ کے دن جب دو جماعتیں آپس میں ٹکرا رہی تھیں نازل کی تھی اور اللہ ہر شے پر قادر ہے ۔

احکام خمس کی تفاصیل کتب فقہیہ میں مذکور ہیں قارئین وہاں رجوع کرسکتے ہیں چونکہ تفصیل سے مقالہ طوالانی ہوجائے گا جو کہ ہمارے مقصود سے خارج شمار ہوتا ہے ۔

جاری ہے --

بیماریوں اور آفات وبلیات میں اسلام کا موقف (حصہ دوم)

مولانا سید حسن رضا نقوی

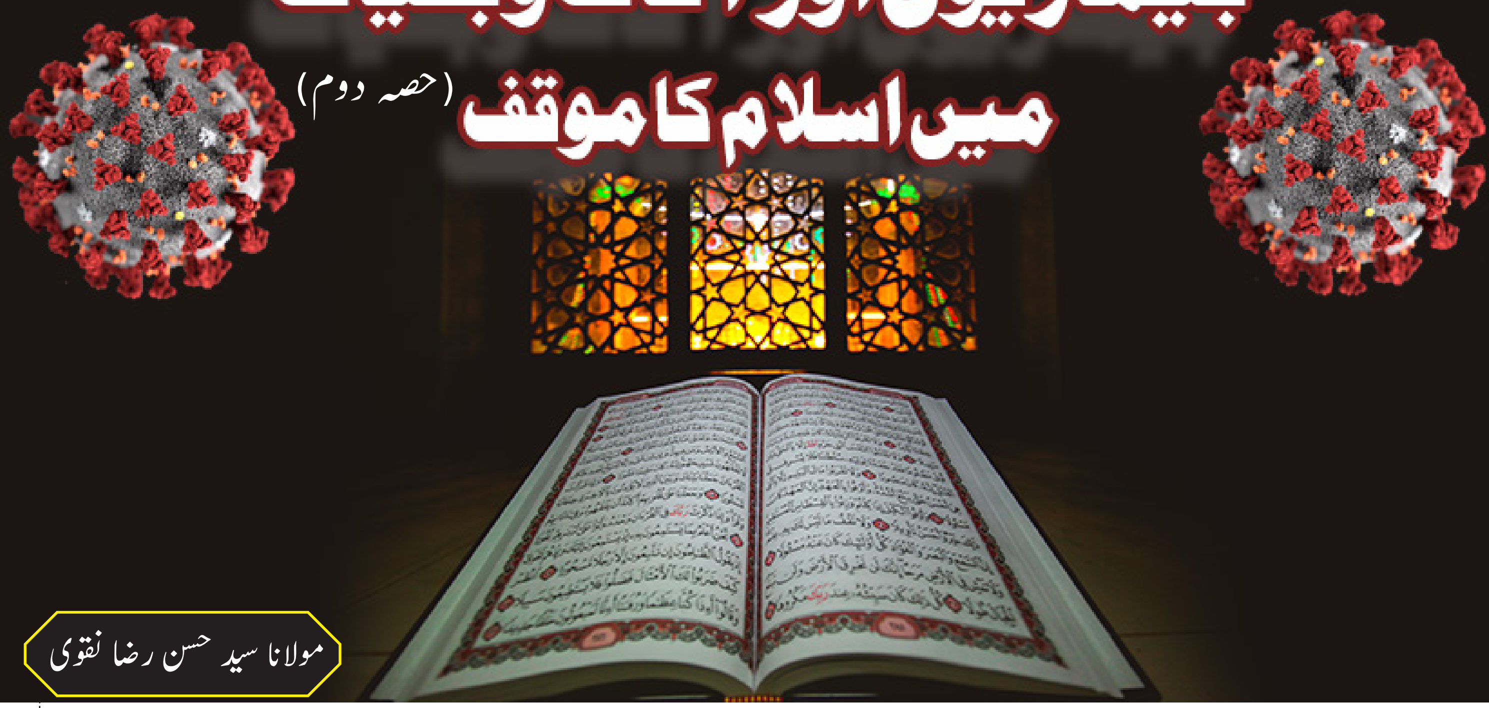

چوتھا سوال :

بیماریوں کا علاج ڈاکٹرز کی طرف رجوع میں ہے، ائمہ علیہم السلام سے توسل میں ہے یا خدا سے دعا میں؟

جواب: مکتب توحید کا دعوی ہے: لاموثر فی الوجود إلا اللہ (عالم وجود میں مؤثر حقیقی صرف خداوند متعال ہے) یعنی مشیئت اور ارادہ خدا کے بغیر اس کائنات میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ بیمار کی شفایابی بھی خدا کی مشیئت اور ارادے کے مرہون منت ہے۔

اب سوال یہ کہ کیا پھر ہم صرف خدا سے دعا مانگیں اور ائمہ سے توسل یا ڈاکٹر کی دوا کی کوئی ضرورت نہیں ؟

اس کے جواب میں ہم خدا کی سنت روش اور طریقہ کار کو امام صادق علیہ السلام کی اس حدیث سے پیش کریں گے :

عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَنَّهُ قَالَ: أَبَى اَللَّهُ أَنْ يُجْرِيَ اَلْأَشْيَاءَ إِلاَّ بِأَسْبَابٍ فَجَعَلَ لِكُلِّ شَيْءٍ سَبَباً وَ جَعَلَ لِكُلِّ سَبَبٍ شَرْحاً وَ جَعَلَ لِكُلِّ شَرْحٍ عِلْماً وَ جَعَلَ لِكُلِّ عِلْمٍ بَاباً نَاطِقاً عَرَفَهُ مَنْ عَرَفَهُ وَ جَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ ذَاكَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ نَحْنُ

خدا اپنے امور کو بغیر اسباب کے نہیں چلاتا خدا نے ہر چیز کے لیے سبب قرار دیا ہے اور ہر سبب کے لیے شرح قرار دی ہے اور ہر شرح کے لیے علم قرار دیا ہے اور ہر علم کے لیے باب ناطق قرار دیا ہے اور وہ رسول خدا اور ہم اہل بیت ہیں)

(اصول کافی / جلد ۱ / کتاب الحجۃ / باب معرفۃ الامام والرد الیہ / حدیث ۷)۔

پس خدا سے شفا مانگنے کا معنی یہ ہے کہ ہم نظام اسباب کی رعایت کرتے ہوئے اہل بیت سے توسل کریں۔

ایک اور حدیث میں امام صادق کچھ یوں فرماتے ہیں:

عَنْ أبي عَبد الله الصَادق عليه السّلام إنَّ نَبيّاً منَ الأنبياء مَرِضَ، فقال: لا أَتداوى حَتّى يكونَ الّذى أَمْرَضَني هُو الذى يَشْفيني، فأوحى اللهُ تعالى إليه: لا أشْفيكَ حَتّى تَتَداوى، فإنَّ الشِّفاءَ مِنّي والدَّواءَ مِنّي

خدا کے انبیاء میں سے ایک نبی مریض ہوئے تو انہوں نے کہا میں دوا نہیں لوں گا مجھے وہی ٹھیک کرے گا جس نے مجھے مریض کیا ہے تو خدا نے وحی نازل کی کہ جب تک تم دوا نہیں لو گے میں شفا نہیں دوں گا شفا بھی میری ہے اور دوا بھی میری ہے۔

(مکارم الاخلاق (علامہ طبرسی) / جلد ۱ / صفحہ ۳۶۲)۔

اسی طرح رسول گرامی اسلام کی حدیث مبارکہ ہے:

تَداوُوا فإنَّ اللهَ تَعالى لَمْ يُنزِلْ داءً إلاّ وَقَدْ أَنْزَلَ اللهُ لَهُ شِفاءً، إلاّ السّامَ وَالْهَرَمَ

دوا لو اور علاج کرواؤ بے شک خدا نے جو بیماری نازل کی ہے اس کی شفا بھی نازل کی ہے سوائے موت اور بڑھاپے کے)

پس ان دو حدیثوں سے واضح ہے کہ خدا سے شفا مانگنے کا مطلب اس کے نظام اسباب کی رعایت کرتے ہوئے ڈاکٹر کی طرف رجوع کرنا اور علاج کروانا ہے۔

البتہ ائمہ علیہم السلام سے توسل اور ڈاکٹرز کی طرف رجوع کرتے ہوئے یہ بات ہمیشہ مد نظر رہنی چاہیے کہ کہ حقیقی شفا دینا خدا کا کام اور خدا ہی ہے جو آئمہ علیہم السلام کی دعا یا ڈاکٹر کی دوا میں شفا عطا فرماتا ہے۔ قرآن کریم حضرت ابراھیم علیہ السلام کا جملہ یوں نقل کرتا ہے :

وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ

اور جب میں مریض ہوتا ہوں تو وہی خدا مجھے شفا عطا کرتا ہے ۔

(سورۃ الشعراء / آیت ۸۰)

پانچواں سوال :

بیماری سے شفا ائمہ علیہم السلام سے توسل کے ذریعے حاصل کریں یا ڈاکٹر کی دوا کے ذریعے؟

جواب : بعض موارد میں ایک شخص ڈاکٹر سے دوا نہیں لیتا لیکن ایک حجت خدا سے شفا لے لیتا ہے جیسے حضرت عیسی علیہ السلام کا مریضوں کو شفا دینا یا ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے حرموں سے بیماروں کو شفا ملنا، اس کے برعکس بعض اوقات ایک شخص خدا یا کسی مقدس ہستی سے کوئی دعا نہیں کرتا لیکن ڈاکٹر کی دوا استعمال کرنے سے شفایاب ہوجاتا ہے ایسی صورت حال میں ہم کیا کریں؟

ان موارد میں غور کرنے سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ خدا نے عالم طبیعت میں ہر بیماری کے لیے ایک دوا رکھی ہے جو اس بیماری سے شفا کا سبب طبیعی کہلائے گی۔

اسی طرح اولیاء خدا بیماریوں سے شفایابی کے اسباب سے آگاہ ہیں اور اپنے علم و قدرت اور ولایت تکوینی سے بیمار کو شفایاب کرسکتے ہیں اس سبب کو سبب غیر طبیعی کہا جاسکتا ہے۔

لیکن یہ دونوں اپنی اپنی جگہ سبب حتمی یا علت تامہ نہیں ہیں بلکہ انکی سببیت تب حتمی ہوتی ہے جب ارادہ خدا اس سبب کے متعلق ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ماہر ترین ڈاکٹر سے دوا لینے کے بعد بھی شفایاب نہ ہونے کا احتمال باقی ہے ہاں البتہ اگر معصوم کسی کو شفا دینے کا ارادہ کرلیں تو چونکہ انکا ارادہ خدا کے ارادے کے خلاف نہیں ہوسکتا لہٰذا شفا حتمی اور یقینی ہوگی۔

البتہ ایک نکتے کی طرف توجہ نہایت ضروری ہے اور وہ یہ کہ خدا اس دنیا کے امور کو عموما عادی اور طبیعی اسباب کے ذریعے چلاتا ہے اور انبیاء و ائمہ علیہم السلام کی طرف سے معجزہ یا کرامت خاص موارد میں واقع ہوتے ہیں جہاں مصلحتِ خدا تقاضا کرے۔ مثلا جب مصلحتِ ہدایت، معجزے کا تقاضا کرے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک پر پتھر کلمہ پڑھتے ہیں لیکن جب مصلحت معجزہ کا تقاضا نہ کرے تو وہی پتھر طائف میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لہو لہان کردیتے ہیں۔ اسی طرح اگر مصلحت تقاضا کرے تو علی ابن طالب علیہ السلام مردے کو زندہ بھی کرسکتے ہیں اور بیمار کو شفا بھی دے سکتے ہیں۔ لیکن اگر مصلحت اسباب غیر عادی کا تقاضا نہ کرے تو علی علیہ السلام ضربت لگنے کے بعد بستر بیماری پر طبیب کو بلاتے ہیں اور اس کی بتائی ہوئی دوا استعمال کرتے ہیں۔

لہٰذا جب ہم کسی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں تو علاج معالجہ اور دوا کو چھوڑ کر صرف معجزہ یا کرامت کا انتظار نہیں کرسکتے کیونکہ ممکن ہے اس وقت مصلحت کا تقاضا معجزہ یا کرامت نہ ہو اور خدا اور ائمہ علیہم السلام کی طرف سے ہماری ذمہ داری اسباب عادی کے مطابق عمل کرنا ہو!

مقام عمل میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ خدا سے دعا، ائمہ علیہم السلام سے توسل اور ڈاکٹر کی دوا کے استعمال میں کوئی تعارض نہیں ہے بلکہ تینوں چیزیں قابل جمع ہیں۔ لہٰذا ایک مومن کی ذمہ داری خدا پر توکل، ائمہ علیہم السلام سے توسل اور اسباب عادی کی فراہمی ہے۔

چھٹا سوال :

اگر آئمہ کے حرم سے شفا ملنا ایک غیر عادی سبب ہے اور اس کے لیے کسی خاص مصلحت کا وجود ضروری ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہاں سے شفا کا ملنا یقینی نہیں ہے بلکہ صرف ایک احتمال ہے ایسی صورت میں وہاں سے شفا مانگنے کا کیا فائدہ؟

مختصر جواب : ہم ایسا سوال کرنے والے سے یہ سوال کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ کیا ڈاکٹر کی دوا یا علاج سے شفا ملنا یقینی ہوتا ہے ؟ کیا خدا سے دعا کرکے یقینی طور پر شفا لی جاسکتی ہے ؟ کیا خانہ کعبہ کی زیارت سے شفا کا حصول یقینی ہے؟ ان سب صورتوں میں شفا کا حصول احتمالی ہے کیونکہ شفا حتمی تب

ہوگی جب خدا شفا کا ارادہ فرمائے گا اور ممکن ہے خدا شفا کا ارادہ نہ فرمائے کسی خاص مصلحت کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ خدا اس مریض کی موت کا حتمی ارادہ کرچکا ہے۔

تفصیلی جواب: ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے حرم اور انکی زیارت کا فائدہ صرف جسمانی امراض کی شفایابی میں منحصر نہیں کہ ہم کسی ایک مورد میں شفا نہ ملنے پر زیارت کی اہمیت کو کم سمجھنے لگیں۔جس طرح خدا سے دعا کی جائے اور قبول نہ ہو تو اس قبول نہ ہونے میں ضرور کوئی مصلحت پوشیدہ ہے اسی طرح اہل بیت کے حرم سے اگر شفا نہ مل رہی ہو تو اسی میں اس شخص کے لیے مصلحت ہے۔اس کے علاوہ اہل بیت کی زیارت کا سب سے عظیم اور قیمتی فائدہ خدا کا قرب اور انسانی کمال کا حصول ہے۔حرم اہل بیت میں گزرا ایک ایک لمحہ انسان کے لیے نیکیوں میں اضافے اورگناہوں کی مغفرت کا باعث بنتا ہے۔انسان کی روحانی امراض کو یہیں شفا ملتی ہے اور وہ یہاں سے اپنی ابدی زندگی کے لیے بہترین توشہ راہ کو حاصل کرتا ہے۔البتہ خدا کے خاص بندے آئمہ اہل بیت کے حرموں میں صرف لین دین یا فائدہ کے حصول کے لیے نہیں آتے بلکہ ان کے قلوب میں موجود محبت اہل بیت کی تپش انہیں حرم کا پروانہ بنا کر رکھتی ہے۔لہٰذا ظاھری ملے یا نہ ملے اہل بیت کے حرم سے ہمارا عشق کم نہیں ہوسکتا۔

ساتواں سوال:

بیماری وبا اور آفات میں علمائے دین بھی میڈیکل سائنس کے محتاج ہیں لہٰذا اسلام میڈیکل سائنس کے مقابلے میں شکست کھا گیا؟

جواب: اس سوال کے پیچھے ایک سادہ فکر کار فرما ہے جس کے مطابق اسلام اور سائنس دو مد مقابل چیزیں ہیں لیکن اس فکر کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں۔ آیت اللہ جوادی آملی علوم اسلامی کے حوالے سے نظر دیتے ہوئے فرماتے ہیں (کہ تمام علوم علوم اسلامی ہیں چاہے وہ مروجہ دینی علوم ہوں علوم انسانی ہوں یا سائنسی اور تجرباتی علوم کیونکہ یہ سارے علوم یا قول خدا سے بحث کررہے ہیں یا فعل خدا سے)

دینی علوم عالم تشریعی سے بحث کرتے ہیں اور سائنسی علوم عالم تکوینی سے اور تشریع و تکوین دونوں کا خالق خدا ہے۔ لہٰذا ان دونوں میں کسی قسم کا تضاد نہیں اگرچہ بعض اوقات انسان اپنے غلط فہم و استنباط کی وجہ سے تضاد کا قائل ہوجاتا ہے۔ اگر حوزوی اصطلاح میں عرض کروں تو دین اور سائنس میں تضاد عالم اثبات میں ہوسکتا ہے عالم ثبوت میں نہیں۔

سائنسی علوم کا کام اس عالم کی موجودات ان کے روابط اور ان روابط کی پیچیدگیوں کو کشف کرنا ہے اور اسلام اس تفکر و تدبر پر بارہا زور دیتا نظر آتا ہے۔

اسی میڈیکل سائنس کا کام انسانی جسم کو بیماریوں سے بچا کر سالم رکھنا ہے کہ جو اسلام کی نظر میں ایک انتہائی اہم وظیفہ ہے۔

اس میں شک نہیں کہ عالم دین اپنے جسم کی سلامتی کے لیے طبیب کا محتاج ہے اور یہ کوئی عیب نہیں بلکہ تقسیم کار اجتماعی زندگی کا لازمہ ہے۔ ہم میں سے ہر شخص ایک جہت میں درزی ایک جہت میں حجام ایک جہت میں انجینیئر اور ایک جہت میں ڈاکٹر کے محتاج ہیں، لیکن سب سے اہم اور مقدس جہت وہ جہت ہے جس میں غیر عالم عالم دین کا محتاج ہے اور وہ جہت ہے اپنے دین کی، اپنی روح کی اور اپنی سعادت دنیوی اور اخروی کی حفاظت کی جہت۔

آٹھواں سوال:

کیا کرونا وائرس سے بچنے کے لیے خانہ خدا کے طواف، اہل بیت علیہم السلام کے حرم کی زیارت، نماز جماعت اور مجالس عزا میں شرکت سے اجتناب کریں؟

جواب: سب سے پہلے یہ ذہن نشین رہنا چاہیے کہ کوئی خاص جگہ یا مقام کرونا وائرس کے پھیلاؤ کا سبب نہیں بنتا بلکہ کسی خاص مقام پر انسانوں کا اجتماع ہے جو کرونا وائرس یا کسی بھی وبا کے پھیلاؤ کا سبب بن سکتا ہے۔

قرآنی آیات اور ائمہ اہل بیت علیہم السلام کی روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اپنی اور دوسروں کی جان بچانا واجب ہے۔ دوسری طرف شریعت میں عمرہ، زیارت، نماز جماعت اور مجلس عزا کا اجتماع مستحب ہے (محبت اور ولایت اہل بیت علیہم السلام اہم ترین واجبات میں سے ہے لیکن اس محبت کا اظہار زیارت یا مجلس عزا میں شرکت کی صورت میں مستحب ہے) اگر ہمیں یقین ہو کہ دینی اجتماعات میں شرکت سے یہ بیماری مزید پھیلے گی اور ہماری اور دوسرے مومنین کی جان کے لیے خطرناک ثابت ہوگی تو واجب کی تحصیل کے لیے مستحب کو چھوڑنا ضروری ہوجائے گا۔ البتہ اگر ہمیں یقین ہو کہ حفظانِ صحت کے اصولوں کا خیال رکھتے ہوئے یہ اجتماعات منعقد کیے جا سکتے ہیں تو کوئی حرج نہیں اور اس مسئلہ میں ماہرین کی رائے پر عمل ہی ہمارا شرعی وظیفہ ہے۔

ایک قابل توجہ بات یہ ہے کہ ماہرین کے رائے کے مطابق صرف چند دن دینی اجتماعات سے پرہیز ضروری ہے تاکہ وائرس کا چین (Chain) ٹوٹ سکے اس کے بعد عمرہ و زیارت و مسجد و مجلس ہر عبادت کی جاسکے گی۔ دوسری بات یہ کہ ائمہ علیہم السلام سے توسل، ان کا ذکر کسی خاص مکان سے مخصوص نہیں ہے۔ لہٰذا ہم اپنے گھر کے افراد گھروں میں بیٹھ کر مجلس بھی برپا کرسکتے ہیں، توسل بھی کرسکتے ہیں اور اہل بیت علیہم السلام کے فیض سے بہرہ مند بھی ہوسکتے ہیں۔

مرجع عالی قدر دام ظلہ سے پوچھے گئے سوالات اور ان کے جوابات

ترتیب: مولانا محمد مجتبیٰ نجفی

سوال: آج کل کورونا وائرس پوری دنیا میں ہے تو مجھے قرآن نہیں آتا پڑھنا تو کیا میں ترجمہ پڑھ لوں زیارت عاشوراء کا ؟

جواب: بسمہ سبحانہ! دیکھیں زیارت کا ترجمہ زیارت نہیں ہے آپ زیارت کو سمجھنے کے لئے ترجمہ پڑھیں اور زیارت کے عربی الفاظ کو پڑھیں۔ واللہ العالم

سوال: پاکستان کے اہل تشیع علماء نے کورونا وائرس کے حالات کے پیش نظر یہ حکم دیا ہے کہ مومنین باجماعت نماز اور مجالس کے لیے حکومت (احکام شرع) کے احکامات کے مطابق عمل کرے ۔باجماعت نماز ایک دینی شرعی مسئلہ ہے علماء نے رہنمائی کرنے کی بجائے ذمہ داری حکومت پر ڈال دی ہے ؟ کیا یہ درست ہے؟

جواب: بسمہ سبحانہ! نماز جماعت اور نماز جمعہ کے ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں پڑتا البتہ اگر ماہر ڈاکٹر ایک دوسرے کے قریب ہونے سے منع کریں تاکہ جان کی حفاظت ہو سکے تو ماہر ڈاکٹروں کی نصیحتوں پر عمل کیا جائے اور بہتر ہے کہ ڈاکٹروں کی نصیحتوں پر عمل کے ساتھ نماز کو قائم کیا جائے یعنی ماسک اور دستانے پہن کر نماز ادا کی جائے اور ڈاکٹر اگر اس کے علاوہ کسی اور احتیاط کی پابندی کا کہیں تو اس احتیاط کی پابندی کی جائے اور یہی حکم ہے معصومین علیہم السلام کی مجالس اور انؑ کی ولادت کی محافل منعقد کرنے کے بارے میں کہ ان کو بھی اسی طرح برپا کیا جائے۔

اور ہر مومن کے لئے ضروری ہے کہ امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہما السلام کی اس دعا کو (أَدِمْ مُلْكَكَ عَلَى مُلْكِكَ بِلُطْفِكَ الْخَفِيِّ) جس قدر ممکن ہو پڑھیں اور سورۃ الفیل کی مسلسل تلاوت کی جائے۔ واللہ العالم

سوال: نمازی کی مسجد آنے کی حوصلہ افزائی نہیں ہو گی تو مسجد ویران ہو جائے گی اور نمازی نماز گھر پر پڑھنے سے وقت کے ساتھ نماز سے دور ہوتا جائے گا اور شیطان کے غالب آنے کا قوی امکان ہے ۔ایسی صورت میں کون ذمہ دار ہے؟

جواب: بسمہ سبحانہ! اگر مسجد میں جماعت نہ ہو سکے تو نمازی مسجد میں جا کر تنہا نماز پڑھے اور معصومینؑ کی مجالس اور محافل کو بھی آپ ایک دوسرے سے دور دور بیٹھ کر منعقد کریں۔ والسلام

سوال: کیا کورونا وائرس ظہور کی نشانی ہے ؟ اگر ہے تو مومنین اور علماء کی کیا ذمہ داری ہے امام زمانہ علیہ السلام کے لیے؟

جواب: بسمہ سبحانہ! امام زمانہ (عج) کے ظہور کا وقت صرف، صرف، صرف خدا جانتا ہے اور بیماری کو امام (عج) کے ظہور کی علامت سمجھنا ثابت نہیں ہے۔ واللہ العالم

سوال: پاکستان کی حکومت شرعی حکومت نہیں ہے ایسی صورت میں مومنین کے لیے کس کی پیروی ضروری ہے ؟

جواب: بسمہ سبحانہ! آپ ڈاکٹروں کی نصیحتوں پر عمل کریں اور اس بیماری کا کسی سیاسی سرگرمیوں سے تعلق نہیں ہے۔ واللہ العالم

سوال: کیا موجودہ کرونا وائرس کی صورت میں اذان دینا جائز ہے جبکہ اذان تو نماز کے ساتھ خاص ہے؟

جواب: بسمہ سبحانہ! اذان صرف برکت کے لیے دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ واللہ العالم

سوال: کیا بی بی نرجس سلام اللہ علیہا مسلمان نہیں تھیں؟

جواب: بسمہ سبحانہ! جناب نرجس محترمہؑ کو جناب زہراء سلام اللہ علیہا کی طرف سے خواب میں امام حسن عسکریؑ سے شادی کی خوشخبری ملی تھی اور آپؑ اس وقت اپنے باپ کے گھر میں تھیں جو اس وقت عیسائی تھا ان محترمہؑ نے جناب زہراء سلام اللہ علیہا کے حکم سے اسلام قبول کیا تھا اور یہ نہایت پاک دامن، باعفت وطہارت محترمہ تھیں، خیال نہ کریں کہ یہ کافر کی بیٹی تھیں کیونکہ معصومینؑ کے ماں باپ اور آباؤ اجداد کافر نہیں ہوتے یہ ایک غلط شبہ اور لاعلمی سے پیدا ہونے والا اعتراض ہے۔

کیونکہ مخالفین کے سبب دنیا میں صحیح اسلام نہیں پھیلایا گیا تھا اور امیر

المومنینؑ کو جب ظاہری حکومت ملی تو اتنی کمزور تھی کہ آپؑ تمام شریعت کے احکام نافذ نہیں کر سکتے تھے، حتی کہ جہاں کوفہ دار الخلافہ میں آپؑ کی حکومت تھی وہاں بھی شریعت کے تمام احکام نافذ نہ کر سکے بلکہ امیر المومنینؑ کو تین سخت جنگوں کا سامنا کرنا پڑا اور آپؑ کو اتنی مہلت نہیں ملی کہ دنیا میں صحیح اسلام پہنچاتے۔

اور جناب نرجسؑ کے والد اس لیے وہ عیسائی تھے اور جناب عیسیٰؑ کی شریعت کے پابند تھے جب تک ان کے پاس صحیح اسلام نہیں پہنچا، تو ان کا شرعی وظیفہ تھا کہ وہ حضرت عیسیٰؑ کی شریعت کی پابندی کریں اور جناب نرجسؑ کے والد اور والدہ جناب عیسیٰؑ کی شریعت کے پابند تھے جبتک ان کے پاس صحیح رہی اسلام نہیں پہنچا تھا اور ہر عیسائی جو شریعت کا پابند ہو تو وہ صحیح اسلام پہنچنے سے پہلے مسلمان سمجھا جائے گا اور اسلام ہی وہ واحد دین ہے جواللہ کے نزدیک صحیح ہے (اِنَّ الدِّينَ عِندَ اللهِ الْسَّلَامُ) اور جسے حضرت آدمؑ لے کر آئے اور خدا نے فرمایا (وَمَن يَّبْتَغِ غَيرَ الاِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُّقْبَلَ مِنْهُ وَہُوَ فِي الأخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِينَ)لہذا اس لحاظ سے جناب نرجسؑ قبل اس کے کہ جناب زہراء سلام اللہ علیہا کے واسطہ سے خواب میں صحیح اسلام پہچانتی اس سے پہلے بھی وہ مسلمان تھیں اور اسی طرح ان کے ماں باپ بھی سب مسلمان تھے۔ واللہ الہادی و ھو العالم

سوال:وہ کو ن سا ایسا راز ہے کہ جس کے تحت امام علیہ السلام کو مخفی رکھا گیا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ اور بھی بہت سے طریقوں سے امام علیہ السلام کی حفاظت کر سکتا ہے ؟

جواب: یہ ایک عجیب سوال ہے اللہ تعالیٰ کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حفاظت کرنا ممکن تھا لیکن باوجود اس کے اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت ان کو مخفی رکھ کر کی، اسی طرح اگر خدا چاہتا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زمین پر ہی قتل سے محفوظ رکھ سکتا تھا ،لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر مخفی رکھ کر ان کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ سے اس کے فعل کے بارے میں سوال نہیں کیا جاتا۔

سوال: جو شخص امام الحجۃ علیہ السلام کی ولادت کا انکار کرے شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: وہ ضروریاتِ مذہب میں سے ایک ضروری امر کا منکر ہے وہ شیعہ اثناعشری نہیں کہلائے گا، لیکن اس پر کفر یا اس کے نجس ہونے کا حکم نہیں لگے گا۔

سوال: کیا اس زمانہ میں امام علیہ السلام کے بعض وکلاء یا ان کے سفیر موجود ہیں ؟

جواب:جب ہم جانتے ہیں کہ امام علیہ السلام کے چوتھے سفیر خاص کی وفات کے بعد نیابت خاصہ کا سلسلہ ختم ہو گیا تھا تو اس کے بعد یہ سوال کرنا لغو اور فضول ہے البتہ نیابتِ عامہ اپنے مشہور معنی کے اعتبار سے علماء اور مراجعین کرام و مجتہدین عظام کے درمیان باقی ہے ۔

سوال: زمانہ غیبت میں ہماری کیا ذمہ داری ہے خصوصاً ان دنوں میں جبکہ پوری دنیا فتنہ انگیزیوں سے بھر چکی ہے ؟

جواب: ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم دین اور تقویٰ کو اختیار کریں خصوصاً ہم دینی طلباء کے لیے ضروری ہے کہ دین اور تقویٰ کو اپنا شعار بنائیں اور لوگوں کو اس کی طرف ترغیب دیں، اور صراطِ مستقیم کی طرف ان کی رہنمائی کریں، اور اپنے انفرادی اور اجتماعی معاملات کو اسلام کی رُو سے انجام دیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حجۃ الاسلام شیخ علی نجفی دام عزہ کا طبّی عملے سے خطاب

داعش سے آزادی کے لئے مجاہدین کی قربانیوں سے آپ کی یہ قربانیاں کم نہیں ہیں مرجعیت آپکی زحمات اور قربانیوں کی قدر کرتی ہے

مرجع مسلمین و جہانِ تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف کے فرزند اور مرکزی دفتر کے مدیر حجۃ الاسلام شیخ علی نجفی دام عزہ نے نجف اشرف میں مقامی عہدیداروں اور معاشرے کی محترم شخصیتوں کے ہمراہ ڈاکٹروں اور طبّی عملے کی حوصلہ افزائی اور انکے احترام میں جلسے میں شرکت فرمائی اور طبّی عملے سے خطاب میں انکی خدمت میں مرجع عالی قدر دام ظلہ الوارف کی دعائیں، انکی محبتیں نقل فرمائی اور ان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کا آج قیام اور قربانیاں ہمیں میدان جہاد کے مجاہدوں کہ جو داعشی دہشت گردوں سے آزادی کے قیام اور انکی قربانیوں کی یاد تازہ کرتے ہیں آپ کا صف اول میں قیام عزت وشرف وکرامت کی نشانی ہے۔

حجۃ الاسلام شیخ علی نجفی دام عزہ نے طبّی عملے سے اپنے خطاب میں فرمایا کہ ماضی میں داعشی دہشت گردوں پر مجاہدین کی فتح و کامرانی سے آج کورونا جیسی مہلک وباء پر طبّی عملے کی کامیابی متصل ہے اسلئے کہ یہ دونوں فتح انسان اور انسانیت کے دفاع اوراسکی بقاکے لئے ہے۔ انہوں نے اپنی جانب سے ڈاکٹروں اور طبّی عملے کی مکمل کوششوں اور انکی قربانیوں پر شکریہ ادا کرتے ہوئے احتیاطی تدابیر کے عمل میں انکی کوششوں کو سراہا جس کے سبب بہت سے مشکل مراحل کو باآسانی عبور کرلیا گیا ہے انہوں نے دعوت دی کہ مومنین طبّی عملے کی نصیحتوں اور انکے ارشادات پر عمل کرتے رہیں تاکہ اس مہلک وباء سے خود کو اورانسانیت کو محفوظ رکھ سکیں۔

حجۃ الاسلام شیخ امجد علی دام عزہ کی اسلامی جمہوریہ پاکستان کے وزیر برای مذہبی امور سے ملاقات

مرجع مسلمین و جہانِ تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف کے وکیل مطلق برای بر صغیر حجۃ الاسلام علامہ شیخ امجد علی دام عزہ نے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے وزیر برای مذہبی امور جناب نور الحق قادری صاحب سے بزرگ علمائے کرام کے ہمراہ اہم ملاقات کی اور زائرین کرام کے حوالے سے موجودہ صورتحال پر تبادلہ خیال کیا۔

واضح رہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی وزارت برای مذہبی امور ان دنوں زائرین عتبات عالیات ومقامات مقدسہ کے لئے پالیسی مرتب کر رہی ہے اسی تناظر میں حجۃ الاسلام علامہ شیخ امجد علی دام عزہ نے مذکورہ وزیر کو عراق کی دعوت دیتے ہوئے انہیں ان تفاصیل سے مطلع فرمایا کہ جس میں مرکزی دفترِ مرجع مسلمین و جہانِ تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف نجف اشرف عراق کی جانب سے مسلسل زائرین کرام کی خدمت کو شرف سمجھتے ہوئے انکی خدمت اوران کو در پیش مسائل کو حل کرنے میں مصروف ہے لہٰذا ضروری ہے کہ پالیسی کو حتمی صورت دیتے وقت مرکزی دفتر نجف اشرف کی تجاویز اور مرجع عالی قدر دام ظلہ الوارف کی نصیحتوں کو ملحوظ نظر رکھا جائے۔

مرجع عالی قدر دام ظلہ سے آیت اللہ سید محمد باقر مصباح حفظہ اللہ کی ملاقات

مرجع عالی قدر آیت اللہ العظمی حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ سے آیت اللہ سید محمد باقر مصباح حفظہ اللہ نے اپنے وفد سمیت مرکزی دفتر نجف اشرف میں ملاقات کی۔

اس ملاقات میں مرجع عالی قدر دام ظلہ نے اہلبیت علیہم السلام کی عظمت اور اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ مومنین کی تربیت اور انسانیت کی رہنمائی اہلبیت علیہم السلام کی تعلیمات کی مرہون منت ہے۔

دوسری جانب آیت اللہ سید محمد باقر مصباح حفظہ اللہ نے قیمتی وقت دینے پر مرجع عالی قدر آیت اللہ العظمی حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا۔ نیز یہ بھی یاد رہے کہ آیت اللہ سید محمد باقر مصباح حفظہ اللہ کا تعلق امام رضا علیہ السلام کی دھرتی سے ہے۔اور ان کا شمار مشہد مقدس کے بزرگ علماء میں ہوتا ہے۔

زمانہ غیبت میں ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم دین اور تقویٰ کو اختیار کریں خصوصاً ہم دینی طلباء کے لیے ضروری ہے کہ دین اور تقویٰ کو اپنا شعار بنائیں اور لوگوں کو اس کی طرف ترغیب دیں، اور صراطِ مستقیم کی طرف ان کی رہنمائی کریں، اور اپنے انفرادی اور اجتماعی معاملات کو اسلام کی رُو سے انجام دیں۔

مرجع مسلمین و جہان تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ
الحاج حافظ بشیر حسین نجفی
دام ظلہ الوارف

پاکستان میں سالانہ ممبر شپ حاصل کرنے کے لئے رابطہ نمبر +923125197082
www.soutulnajaf.com m.urdu@alnajafy.com facebook.com/soutunnajaf
مرکزی ایڈریس امیر المؤمنین علیہ السلام ٹرسٹ ، صدر مقام باٹا پور، نزد گیٹ نمبر ۲، باٹا فیکٹری لاہور پاکستان